شمارہ 47

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر:۱ / شمارہ نمبر

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

عذاب قبر
ایک اٹل حقیقت

اسلام اور سائنس
اسلام اور سائنس کے
باہمی ربط کو
ثابت کرنیوالی ایک
ٹیکنیکل تحریر

عقائد
وہ کون سی خصوصیات ہیں
جو اسلام کو
دیگر مذاہب و عقائد سے
ممتاز کرتا ہے؟

کھوٹہ میں
مرزائیت کا کھوٹ تو نہیں؟

عذاب قبر ایک انتباہ

از مولانا سعید احمد جلالپوری

اہل حق کا عقیدہ ہے کہ قبر کا عذاب و ثواب برحق ہے، شرح فقہ اکبر میں ہے:۔

اور قبر میں منکر و نکیر کا سوال کرنا برحق ہے اور قبر میں روح کا لوٹایا جانا اور میت کو قبر کا بھینچنا اور تمام کافروں کو قبر میں عذاب ہونا برحق ہے۔ ضرور ہوگا۔

(شرح فقہ اکبر ص ۱۲۱ مجتبائی)

قبر کے عذاب پر قرآن کریم کی آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ وارد ہیں اور سلف صالحین صحابہؓ و تابعینؒ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع ہے۔ اور یہ عقیدہ بھی قرآن و سنت اور اسلاف اہل سنت والجماعت سے اجماعی چلا آیا ہے کہ قبر کے عذاب کا محل یہی حسی گڑھا ہے جس کو عرف عام میں قبر کہا جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی واضح نصوص سے بالبداہت معلوم ہوتا ہے کہ قبر کا عذاب و ثواب برحق ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:۔

النار یعرضون علیھا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب۔ (مومن۔ ۴۶)

ترجمہ:۔ وہ لوگ (برزخ میں) صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون والوں کو (مع فرعون کے) نہایت سخت آگ میں داخل کرو۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اس آیت کریمہ سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہوا کہ فرعون اور آل فرعون پر روزانہ صبح شام بطور عذاب آگ پیش کی جاتی ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا تا آنکہ قیامت کے دن انہیں سخت ترین عذاب یعنی دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ صبح شام کا یہ عذاب قبر میں ہی ہوتا ہے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قبر میں عذاب ہوتا ہے اور اسی حسی قبر میں ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گذرے تو فرمایا کہ ان دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور عذاب بھی کسی بڑی چیز پہ نہیں ہو رہا ہے (کہ جس سے بچنا مشکل ہو) ان میں سے ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ پھر آپؐ نے کھجور کی ایک شاخ لی اور اس کو بیچ سے آدھوں آدھ چیرا۔ انہیں ایک ایک کر کے دونوں قبروں پر گاڑھ دیا اور فرمایا شاید اس عمل سے ان کے عذاب میں اس وقت تک کے لئے تخفیف ہو جائے جب تک کہ یہ شاخیں خشک نہ ہوں۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۵)

اس حدیث پاک سے درج ذیل امور کی نشاندہی ہوتی ہے:۔

- عذاب قبر برحق ہے۔
- عذاب قبر اسی حسی گڑھے میں ہوتا ہے جہاں مردہ دفن کیا جاتا ہے ورنہ اگر یہ گڑھا جس کو قبر کہا جاتا ہے عذاب کا محل نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان شاخوں کو قبروں پر نصب نہ فرماتے۔
- اگر میت کے بدن کو عذاب نہ ہو رہا ہوتا تو آپؐ ان دو شخصوں کے عذاب کو نہ سنتے اور قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے عذاب کا احساس نہ ہوتا۔

اس کے علاوہ ایک دوسری حدیث پاک میں ہے۔

اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمہیں بھی وہ عذاب قبر سنا دے جو میں سنتا ہوں۔

اگر عذاب قبر اسی حسی قبر میں نہ ہو رہا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیوں فرماتے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم مردے دفن کرنا چھوڑ دو گے ورنہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تم بھی یہ عذاب قبر ہوتا ہوا سنتے۔ پھر اگر عذاب قبر اسی گڑھے میں نہ ہوتا تو مردوں کے دفن نہ کرنے کے اندیشہ کا کیا مطلب؟

الغرض یہ طے شدہ امر ہے کہ عذاب قبر حق ہے اور اسی طرح یہ بھی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ عذاب اسی حسی گڑھے میں ہوتا ہے مگر نیچریت زدہ آزاد خیال اور خواہش نفس کے پرستار نام نہاد محققین اور منکرین حدیث اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔

عذاب قبر چونکہ عالم برزخ کی چیز ہے اس لئے اس کو انسانوں اور جنات کی نظر سے پوشیدہ رکھا گیا ہے لیکن بعض اوقات خرق عادت کے طور پر عذاب قبر کے کچھ آثار کا مشاہدہ بھی کرا دیا جاتا ہے۔ اس نوعیت کے بے شمار واقعات ہیں۔

اس سلسلہ کا ایک تازہ ترین واقعہ جو روزنامہ جنگ کراچی میں شائع ہوا ہے ہدیہ قارئین ہے۔

"راولپنڈی (جنگ رپورٹر) چند روز قبل پیرودھائی راولپنڈی کے قدیم قبرستان میں رونما ہونے والے ایک عبرت انگیز اور ناقابل یقین واقعہ نے ایک میت کی تدفین کے لئے آنے والے سینکڑوں افراد پر رقت طاری کر دی۔ تفصیلات کے مطابق ایک شخص کی میت جونہی قبر میں اتارا گیا لحد کی جگہ والی زمین یوں آپس میں مل گئی جیسے اسے کھودا ہی نہیں گیا تھا۔ وہاں موجود ایک عالم دین کی ہدایت پر دوسری قبر کھودی گئی مگر پھر ویسے ہی ہوا اس پر تمام لوگوں نے استغفار کا ورد شروع کر دیا۔ مولوی صاحب کی ہدایت پر دوبارہ لحد کو کھودنے کی کوشش کی گئی تو اس جگہ سے سانپ بچھو اور مختلف اقسام کے کیڑے مکوڑے یوں نکلے جیسے کسی چشمے سے پانی ابلتا ہے۔ مولوی صاحب کی ہدایت پر میت کو قبر میں اتار دیا گیا۔ میت کے قبر میں رکھتے ہی ایک سانپ کمر کے نیچے سے کندھوں کے

باقی صفحہ ۲۴ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

جلد نمبر ۱۰ | ۲۷ شوال تا ۳ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ بمطابق یکم تا ۷ مئی ۱۹۹۲ء | شمارہ نمبر ۴۷

مدیر مسئول — عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ عذابِ قبر ———— ۲

۲۔ نعت شریف ———— ۴

۳۔ کہوٹہ ایٹمی پلانٹ ———— ۵

۴۔ دینِ اسلام اور سائنس ———— ۶

۵۔ حصولِ علم کے لیے آسانی ———— ۸

۶۔ عمل کی قبولیت ———— ۹

۷۔ عقائد ———— ۱۱

۸۔ داستانِ ازرہلا ———— ۱۴

۹۔ عقیدۂ ختم نبوت ———— ۱۶

۱۰۔ نیا دام پرانے شکاری ———— ۱۹

۱۱۔ آپ کے مسائل ———— ۲۳

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا

خان محمد صاحب مدظلہٗ

خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

قانونی مشیر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ

کراچی ۷۴۳۰۰ ۔ پاکستان

فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ ———— ۱۵۰ روپے

ششماہی ———— ۷۵ روپے

سہ ماہی ———— ۴۵ روپے

فی پرچہ ———— ۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک

۴۵ ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"

الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اکاؤنٹ نمبر ۲۴۳ کراچی پاکستان

ارسال کریں

ایڈیٹر پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ بزنس ٹاور کراچی

نعت شریف

صلی اللہ علیہ وسلم

حبیب خدا کا کرم ہو رہا ہے!
مسلماں کا قائم بھرم ہو رہا ہے
محمدؐ کے دیں کا جہاں پر بھی دیکھو!
شب و روز اونچا علم ہو رہا ہے

سحاب مدینہ سے سارے جہاں پر
یہ باران لطف و کرم ہو رہا ہے!
زمانہ اب آیا ہے احیائے دیں کا!
مسلسل سر کفر خم ہو رہا ہے

ہر اک سے اب انصاف کا دور ہوگا
جہاں بھی جہاں میں ستم ہو رہا ہے
مبارک کرم ہے نبیؐ کی نظر کا!
مدینے میں داخل قدم ہو رہا ہے

مبارک بقاپوری

کہوٹہ کے ایٹمی پلانٹ کی بعد از تحقیق تطہیر ضروری ہے

ہم نے قبل ازیں پاکستان کے مایہ ناز اور ممتاز سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے بارے میں انہیں کالموں میں ان کے خلاف چلنے والی مہم کا تذکرہ کیا تھا اور بتایا تھا کہ اس کے پس پردہ قادیانی یہودی اور بھارتی لابی کا ہاتھ کارفرما ہے۔ اس بارے میں اخبارات میں مختلف لیڈروں کے بیانات کا حوالہ بھی دیا تھا جس سے ہمارے اس دعوے کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ واقعی یہ مہم قادیانی چلا رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب پر جو فرد جرم عائد کی جاتی ہے وہ ایک قطعہ اراضی ہے جو انہوں نے خرید کیا ہے اور جس پر وہ مکان تعمیر کر رہے ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کے مکان سے اتنی گندگی خارج ہوگی جس سے راول جھیل کا پانی گندہ ہو جائے گا اور وہ گندا پانی اہل اسلام آباد پئیں گے۔ ڈاکٹر صاحب کے خلاف یہ مہم امریکہ کے دو بڑوں کی آمد کے بعد شروع ہوئی جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ یہ سب امریکی روپیہ اور امریکی دولت کی کارفرمائیاں ہیں ـــــــ جب سے یہودی نوبل انعام یافتہ قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کو کہوٹہ کے ایٹمی پلانٹ سے بے دخل کیا گیا ہے اس وقت سے قادیانی ڈاکٹر عبدالقدیر کی جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔ امریکہ جو نہ صرف پاکستان بلکہ ہر مسلم ملک کی ترقی کا دشمن ہے قادیانیوں کو اس کی سرپرستی حاصل ہے اس لئے وہ مزید دلیر ہو گئے ہیں اور ڈاکٹر صاحب کے خلاف مہم چلا رہے ہیں۔

جس جگہ ڈاکٹر صاحب اپنا مکان تعمیر کر رہے ہیں وہاں سینٹ کے چیئرمین جناب وسیم سجاد، پیر صاحب پگاڑا، اعتزاز احسن اور متعدد دوسرے سینیٹرز حضرات نے بھی زمینیں خریدی ہیں لیکن کوئی ان کے خلاف مہم نہیں چلاتا نہ کسی کو ان کے اراضی خریدنے پر اعتراض ہے اگر اعتراض ہے تو صرف ڈاکٹر صاحب پر ـــــــ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے روزنامہ جنگ کے مشہور کالم نگار جناب عبدالقادر حسن اپنے کالم غیر سیاسی باتیں، میں تحریر فرماتے ہیں :۔

”بات اصل میں یہ ہے کہ پاکستانی ایٹمی توانائی کے خلاف اور ڈاکٹر عبدالقدیر کو پریشان کرنے کے لئے امریکی سازشیوں نے یہ حربہ شروع کیا ہے لیکن ڈاکٹر صاحب کے خلاف سازش کا بھانڈا یوں پھوٹ گیا کہ دوسرے سب لوگوں کو چھوڑ کر صرف ڈاکٹر صاحب کو نشانہ بنا لیا گیا جو لوگ کبھی اپنے نام سے اور کبھی دوسرے جعلی ناموں سے ڈاکٹر صاحب کے خلاف لکھ رہے ہیں یہ سب انگریزی زبان کے صحافی ہیں ان میں سے اکثر لوگ نام نہاد ترقی پسند ہیں اور زیادہ ایک مذہبی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں جو پاکستان میں اقلیت قرار پانے کے بعد اس ملک کی دشمنی میں سب سے آگے ہیں“

(روزنامہ جنگ لاہور ۸ مارچ ۱۹۹۲ء)

جناب عبدالقادر حسن صاحب نے جس مذہبی فرقے کی طرف اشارہ کیا ہے وہ قادیانی ہے (جسے فرقہ کہنا درست نہیں وہ ایک الگ مذہب ہے) اور قادیانی پاکستان کے آج مخالف نہیں ہوئے بلکہ قیام پاکستان سے پہلے بھی مخالف تھے ان کے دوسرے روحانی پیشوا آنجہانی مرزا محمود نے یہ پیشگوئی کر رکھی ہے کہ اول تو ملک تقسیم نہیں ہوگا اگر ہو گیا تو ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ اکھنڈ بھارت بن جائے۔ ”کوشش کریں گے“ کا معنی یہی ہو سکتا ہے بلکہ یہی ہے کہ ہم ہر وہ حربہ استعمال کریں گے جس سے پاکستان کی سالمیت کو نقصان پہنچے اس پیش گوئی پر ہر قادیانی کا ایمان ہے۔ چونکہ کہوٹہ کے ایٹمی پلانٹ سے جس کے نگران ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب ہیں پاکستان کی ترقی و استحکام کو فائدہ پہنچتا ہے اس لئے قادیانی ڈاکٹر عبدالقدیر کے ہی دشمن نہیں اس پلانٹ کو بھی تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اس کے بھی دشمن ہیں۔

ایک مرتبہ اس پلانٹ کے بارے میں آنجہانی مرزا ناصر نے کہا تھا کہ وہاں میرے چالیس شاگرد ہیں اگر یہ بات درست ہے تو پھر کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کو تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا اور نہ ہی ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کی زندگی کی ضمانت دی جا سکتی ہے۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے ضروری ہو جاتا ہے کہ حکومت پاکستان کہوٹہ ایٹمی پلانٹ میں کام کرنے والے عملے کی ہر طرح سے چھان بین کرے وہاں کوئی کھلا قادیانی ہے تو اسے رکھنے کا کوئی جواز ہی نہیں لیکن اگر کوئی مشکوک بھی ہے تو اسے بھی وہاں سے نکال باہر کیا جانا چاہئے۔

دین اسلام اور سائنس

از: سید شوکت علی

ہمارا دعویٰ ہے کہ دین اسلام حق ہے اور اس پر چلنے میں دونوں جہانوں کی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے دین اسلام کو آپ کے لیے پسند فرمایا ہے اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو گے۔

ان الدین عند اللہ الاسلام

انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر کیوں ہم آج دنیا میں ذلیل وخوار ہیں؟

جواب: جیسے سائنس سے آج حیرت انگیز کمالات رونما ہو رہے ہیں۔ ریسرچ، ایٹمیات، الیکٹرونک، ٹیلی کمیونیکیشن، وائرشیگ، ٹی۔ وی۔ وی سی آر ٹیلیفون، وائرلیس، ہوائی جہاز وغیرہ۔ انسان کی فطرت ہے کہ جہاں کامیابی مشاہدہ میں دیکھتا ہے اس کی پیروی کرتا ہے۔ بہت کم لوگ دوراندیش ہوتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

موجودہ دور میں انسانوں (کافروں، مشرکوں یہودیوں) نے پانی پر ریسرچ کی تو بجلی پیدا کی اور پھر بجلی کی مدد سے کئی اور قسم کی ایجادات کیں۔ ذرّہ پر غور وخوض اور محنت کی تو ایٹم کا جوہر پایا اور اس میں زبردست تباہی اور فلاحی قوت کو دریافت کیا اور اس میں سے ایٹم بم اور تباہ کن ہتھیار بنائے اور فلاحی دائرہ میں مشینری، جہاز، پلانٹ، زراعت وغیرہ میں اس کی قوت استعمال کی جو حیرت انگیز ہے۔ لوہے پر محنت کی تو ہوائی جہاز، میزائل، ٹینک، موٹر وغیرہ کی صورت میں ایجادات نمودار ہوئیں۔ غرض یہ کہ ہر مادی چیز پر محنت کر کے انسان نے خیرہ جوہر کی تحقیقات کر کے بیشمار ایجادات کیں۔ مادی دنیا کی ایجادات دیکھ کر انسان دین ومذہب سے دور ہو گیا اور اس کے پیچھے بھاگ رہا ہے سائنس مادیت عروج پر ہے۔

یہی راکٹ جو فضاؤں میں ہزاروں میل کی رفتار سے اڑتا ہے مگر غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اس کی بناوٹ میں ٹیکنیک میں باریک سے باریک چیز کا بھی خیال کیا جاتا ہے۔ اگر ایک چیز بھی رہ گئی تو ہوا میں نہیں اڑتا اور برسٹ ہو جاتا ہے جسے ٹیکنیکل فالٹ کہتے ہیں۔ اس طرح ہر ٹیکنالوجی اور سائنس کی دوسری ایجادات کا حال ہے۔

نچلی سطح پر سمجھنے کے لیے گھڑی لے لیں۔ اگر ایک پرزہ بھی صحیح نہیں ہوگا تو وہ وقت صحیح نہیں بتائے گی۔ اس کے علاوہ ریڈیو لے لیں۔ حیرت ہے ریڈیو کا براہ راست کوئی کنکشن نہیں ہے مگر پوری دنیا کی خبریں سن سکتے ہیں مگر ذرا سی خرابی سے (ٹیکنیکل فالٹ) سے وہ اسٹیشن نہیں پکڑتا اور اس میں کوئی آواز پیدا نہیں ہوتی۔

انسان کا جسم پوری کائنات کا خلاصہ ہے۔ اس میں لوہا، پیتل، پلاٹینم، آگ، پانی، ہیرا، زہر غرض کائنات کی ہر مخلوقات کے جوہر موجود ہیں۔ اگر انسان اس پر ریسرچ کرے تو اس خاکی جسم میں سے حیرت انگیز کمالات رونما ہوتے ہیں۔ اور وہ کائنات کی ہر شے پر مسخر ہو جاتا ہے۔ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

جیسے دنیا میں سائنس کے ہر پروجیکٹ اور ایجادات ان کے ماہرین کی رہبری میں استعمال اور بنتے ہیں تو حسب منشا نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اس طرح اس خاکی جسم کی رہبری کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کا سلسلہ مبعوث فرمایا۔ اور جنہوں نے اپنے جسم کا استعمال ان کی ہدایت کے مطابق کیا اور کرتے ہیں اس میں روح کا بھی دخل ہے جیسے آج ہر مشینری وغیرہ کی روح، پاور، بجلی یا پٹرول وغیرہ ہے۔ اسی طرح ظاہر جسم کے ساتھ باطنی طاقت جسے ہم دل کہتے ہیں۔ اس کو بھی انبیاء کرام کے طریقے کے مطابق اور ارباب سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق استعمال کریں گے تو جسم خاکی وہ کمالات اور مشاہدات بتائے گا جس کے سامنے سائنس اور ساری دنیا عاجز ہے۔ سائنس دانوں کا دعویٰ ہے کہ وہ چاند پر پہنچے اور چاند پر پہنچنے کے لیے راکٹ ایجاد کیا۔ اس کے برعکس جو لوگ پورے دین پر چلے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ دین میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مادی چیزوں پر مسخر کر دیا۔ گویا ان پر ان کا حکم چلتا ہے۔ جو وہ کہتے تھے ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس پر عمل پیرا ہوتی تھیں جسے ہم معجزات اور کرامات کہتے ہیں۔

دل سے جب انسان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی انسان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ دل باری تعالیٰ کی تجلیات کا مرکز ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں زمین آسمانوں میں نہیں سما سکتا اگر مجھے دیکھنا ہے تو کسی مومن کے دل میں دیکھیں۔ اس لیے اللہ والوں کا دل مسکن الٰہی ہے۔ انسان سورج کی شعاؤں جو لاکھوں میل دور سے آتی ہیں۔ اس سے طاقت اور قوت حاصل کرتا ہے۔ جدید سائنس کی ایجادات میں شمسی توانائی کے نام سے مشہور ہے۔

جب اللہ تعالیٰ انسان کی طرف متوجہ ہوتے ہوں گے تو اس کے دل میں کتنی نورانی کیفیت پیدا ہوتی ہوگی۔ اور قلب کی طاقت کتنی درجہ بڑھ جاتی ہوگی۔ یہ اندازہ نہیں لگا سکتے کہ جب سورج کی شعاؤں سے انسان کتنی درجہ قوت حاصل کرتا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کی نورانی توجہ ہے۔ حضرت عمرؓ ایک دفعہ گذر رہے تھے کہ سورج تیز ہو گیا۔ آپ نے ایک آنکھ سے اس کو غور سے دیکھا تو اس کی روشنی ماند ہو گئی۔ مشہور واقعہ ہے۔ حضرت عمرؓ خطبہ دے رہے تھے۔ ملک شام میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ ہو رہی تھی۔ آپ منبر سے فرمار ہے تھے اے ساریہ الجبل گویا جنگ کا نقشہ آپ کے سامنے ہے قلب کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔ اللہ والوں کا قلب روشن اور طاقت ور ہوتا ہے کہ وہ عرش الٰہی کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل نے 99 بار خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کی۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر اگر انسان دل اور جسم ظاہرو باطن سے عمل کرے تو سنور جائے گا اور وہ مومن ہوگا فرمایا تمہارے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ سنور گیا تو پورا جسم سنور گیا۔ اللہ تعالیٰ ماسوا خود کے دل میں کسی کی محبت خوف، امید، یقین، توکل نہیں دیکھنا چاہتا۔ اسے ایمانی کیفیات کہتے ہیں۔ جہاں عقل ختم ہوتی ہے وہاں سے ایمان شروع ہوتا ہے۔

(اقبالؒ) اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا
ظاہر کی آنکھ سے تماشا کرے نہ کوئی
ہو دیکھنا تو دل نیا پیدا کرے کوئی
مجھے ازل کہا مجھے جبرائیل نے
جو عقل کا غلام ہو وہ دل نہ کر قبول

قرآن پاک جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے نکلا ہوا ہے اس کو پڑھنا سمجھنا تدبر کرنا احکامات اور اس کی دعوت انسان کو دینا یہ مقصود ہے۔ اس سے بتا کر جو بھی شخص صرف مطالعہ کے حد تک قرآن پاک کو سمجھنے کی کوشش کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے ہیں جس کی مثال نہیں اس لیے اس کا تذکرہ کرنا انسان کی عقل سے بالاتر ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسے سائنس کے تجربات کے لیے ضروری ہے کہ متعلقہ اشیاء اور اصول اور قوت چاہیے وہ پیٹرول، الیکٹرونک یا ایٹم یا شمسی توانائی کی قوت کی ضرورت ہے۔ اسی طرح دین پر چلنے کے لیے ایمانی قوت یعنی تعلق باللہ یقین توکل، اللہ کی محبت کی ضرورت ہے۔

اسی کی جگہ دین میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ نماز، روزہ اور دیگر تمام اوقات، معاملات، تجارت، ملازمت وغیرہ عبادت، اخلاق، روزی طیبہ، اللہ کا دھیان۔ اللہ کے ماسوا مخلوق کے لیے اپنی ذات سے بھی زیادہ ماں، باپ، بہن بھائی سے بھی زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالیٰ کے بعد محبت ہونی چاہیے۔ ہر کام یعنی قربانی وغیرہ سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کریں گے تو اس میں دکھاوا، نام و نمود شہرت غرض نہ ہو۔

اور پھر ہم اپنی اصلاح کسی ہدایت یافتہ پیر اور عالم بزرگ کی صحبت میں کریں گے جیسے سائنس ٹیکنالوجی میں کسی ماہر کی زیر نگرانی تجربہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ خالی تھیوری سے انسان کامیاب نہیں ہو سکتا یہ ہر علم و فنون کا حال ہے تو پھر ایمان جو غیب کی حالت ہے دیکھا تو نہیں دنیا کو اس کے لیے کتنی ضرورت ہے اس کے لیے بھی صحبت صالح بے حد ضروری ہے۔ صحابہ کرامؓ فیض صحبت رسول پاک کی صحبت سے بنے اور پھر یہ سلسلہ ایسے ہی چلتا رہا جیسے آج علاج جسمانی اور مشینری وغیرہ کو چلانے کے لیے ماہر کی نگرانی میں سرانجام دیتے ہیں۔ ویسے ہی روحانی طاقت اور قلبی بصیرت پیدا کرنے کے لیے ماہر یعنی اللہ والوں کی صحبت اور ان کے زیر نگرانی یہ عمل ہونا لازمی ہے۔ جو اشخاص صرف کتابیں پڑھ کر دین پر چلنا چاہتے ہیں وہ کہیں نہ کہیں الجھ جاتے ہیں۔ کیونکہ روح کی تکنیک کو کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ وہ محسوسات کا عالم ہے اور یہ روح آسمانوں میں، جنت میں، عرش میں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو اس دنیا میں محسوسات کے علم سے مشاہدہ کرتی ہے۔

آخری سوال یہ ہے کہ سائنس کا علم حاصل کرنا اور ریسرچ کرنا شریعت میں یا دین میں جائز ہے؟

جواب: جب انسان دین پر چلتا ہے خلوص نیت اور صحیح طریقے سے تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا کے اور اس کی مخلوقات کے اسرار و رموز سب منکشف فرماتے ہیں۔ اعلیٰ درجہ پر اور ادنیٰ درجہ والوں کو فہم عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ آج سائنس جتنی ترقی کر رہی ہے اس کے بنیادی اصول مسلمان اسکالروں نے تحریر کیے۔ زمانے کی کتابیں لکھیں جو بعد میں انگریز حکومت نے ان کتابوں کے مصنف کے ناموں کو مسخ کر کے اپنے سائنس دانوں کے نام پر موسوم کر دیں جس کے تحریری ثبوت اس زمانے کے ایک شخص جو برٹش خام جیسی کی لائبریری کا ہیڈ سیکورٹی چیف تھا موجود ہیں۔ مسلمان سائنس دانوں کے نام ویسے بھی معروف ہیں۔

محمد ابن محمد ادریس نے دنیا کا پہلا جغرافیہ نقشہ بنایا الجبرا کے بنیادی اصول انہوں نے دریافت کیے۔ ان کی کتاب حساب الجبراو المقابلہ نے اعداد و شمار کے اصول مرتب کیے جو یورپ میں سولھویں صدی میں رائج کیے۔ جابر ابن حیان نے ادویات، کیمسٹری ایجاد کی اور ان کا شمار ایڈ کی دریافت کرنے والوں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے تقریباً ۵۵ کتابیں مختلف شعبے علوم پر لکھی ہیں۔ الغرض مسلمان دانشوروں نے دنیا کا کوئی علم نہیں چھوڑا جس پر تحقیقات نہ کی ہو۔ اور وہ تمام علم میں پیشوا تھے جس کی طفیل اور رہنمائی سے موجودہ دور کی سائنس کامیابیاں حاصل کر سکی۔ ناصر الدین طوس نے سیاروں کے گردش معلوم کی اور ابن ظہور خوراک بہت بڑے طبیب تھے۔

ابن سینا بہت بڑے اور مشہور معروف حکیم تھے جنہوں نے علاج پر بے شمار تحقیقات کیں۔ تپ دق اور دوسرے مرض سب سے پہلے انھوں نے دریافت کیے۔ ابوبکر محمد ابن زکریا علم فلکیات و فلاسفی وغیرہ کے علوم کے پیشوا تھے۔ الحسن ابن حکیم نے آنکھوں کے علاج اور ان کے متعلق تحقیقات کیں۔ ۵۰ سے علاج آنکھوں کے مسلمان ماہرین نے تجویز کیے جس میں آج تک موجودہ دور کے حکماء اضافہ نہ کر سکے۔

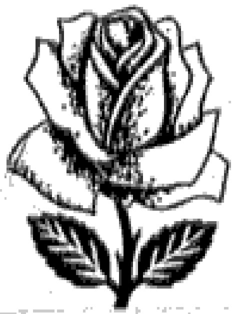

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح
اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
سُناراجیولرز
آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر : ۲۳۵۰۸۰

حصولِ علم کیلئے آسانی و ہمت افزائی

پروفیسر سید محمد اجتباء ندوی

آپ اسلام اور مسلمانوں کی جانب سے علم و علماء کی قدر دانی کے بارے میں مختصر واقعات پڑھ چکے ہیں جس سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ اسلام نے روزِ اول سے تعلیم و تعلم کی اہمیت پر زور دیا ہے بلکہ اسے ضروری قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں مسلمانوں نے اپنی اور اپنے ان بچوں کی تعلیم کے لئے بہتر سے بہتر انتظامات کئے اور مسجد ہی مدرسہ کی خشت اول بنی وہ صرف عبادت کے لئے ہی نہیں بنائی جاتی تھی بلکہ وہ مکتب اور مدرسہ بھی تھی جس میں مسلمان لکھنا پڑھنا، قرآن پاک کی تعلیم، شرعی علوم، زبان و ادب اور دوسرے مختلف علوم حاصل کرتے تھے کچھ عرصے کے بعد مسجد کی تعمیر کے پہلو بہ پہلو مکتب اور مدرسہ کی بھی بنا ڈالی جانے لگی جس میں لکھنا پڑھنا، قرآن پاک اور ابتدائی عربی زبان و حساب پڑھایا جاتا تھا اسے آپ آج کے پرائمری اسکول کہہ لیجئے۔ اس طرح کے مکتب ایک ہی شہر میں بے شمار ہوتے تھے ابن حوقل نے اسلامی دارالحکومت سے ایک دور دراز شہر صقلیہ میں تین سو مکتب شمار کئے ہیں۔ بعض مکتب بہت بڑے اور وسیع ہوتے تھے اور اس کی شکل بڑے مدرسہ کی جیسی تھی جس میں سیکڑوں اور ہزاروں طلباء پڑھتے تھے ایک مشہور عالم ابوالقاسم بلخی کے مکتب کے بارے میں مورخین نے ذکر کیا ہے کہ وہ اتنا بڑا تھا کہ اس میں تین ہزار طالب علم پڑھتے تھے اور اس کا احاطہ اتنا وسیع تھا کہ نگرانی کے لئے وہ گدھے پر سوار ہو کر جایا کرتے تھے بنو امیہ اور اس کے بعد بنو عباس کے زمانہ میں مختلف علوم و فنون کے لئے مدارس قائم کئے گئے اور اس کا نظام اور نصاب تعلیم ہمارے دور کے ہائر سکنڈری اسکولوں، کالجوں جیسا تھا۔ ان مدارس میں تعلیم مفت تھی اور ہر طبقہ، ذات اور گروہ کا طالب علم پڑھتا تھا اور کسی قسم کا کوئی امتیاز یا فرق نہیں کیا جاتا تھا ایک ہی وقت میں غریب لڑکا مالدار بچے کے پاس بیٹھتا تاجر کاریگر اور کسان کا بچہ ایک ہی صف میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہا تھا اور نہ کسی کو کوئی اعتراض ہوتا اور نہ جھجک وتذبذب، مدرسہ کے قیام کے ساتھ ہی اس میں تعلیم کی دو شکلیں رکھی گئیں۔ اقامتی اور غیر اقامتی مدرسہ سے مراد وہ مدرسہ تھا جس میں بورڈنگ ہاؤس تھے، پردیسی اور دور دراز کے طالب علم اور وہ طلباء جن کے سرپرست ان کے اخراجات نہ ادا کر سکتے تھے اس میں قیام کرتے اور ان کے رہنے کھانے اور جملہ اخراجات مدرسہ برداشت کرتا۔ غیر اقامتی مدرسہ سے مراد وہ مدرسہ تھا کہ جس میں طالب علم صبح کو پڑھتے اور شام کو اپنے گھر واپس ہو جاتے۔ اسی بناء پر ایسے مدرسوں میں جن میں بورڈنگ ہاؤس ہوتے تھے ان میں مسجد، پڑھنے کے لئے ہال سونے کے کمرے کتب خانہ، باورچی خانہ، غسل خانہ اور گودام ہوتا تھا اس کے علاوہ کچھ مدرسوں میں کھیل کود اور جسمانی ریاضت کے لئے کھلے میدان بھی ہوتے، عالم اسلام میں اب بھی اس دور کے باقی ماندہ مدرسے پائے جاتے ہیں اس طرح کا پہلا مدرسہ مصر کے دارالحکومت قاہرہ آباد کرتے وقت خلیفہ المعز الدین اللہ کی فوج کے سپہ سالار جوہر صقلی نے قائم کیا اور اس کا نام جامع ازہر رکھا جو دنیا کی سب سے قدیم اور عظیم درسگاہ ہے اور اب وسعت حاصل کر کے عظیم ترین یونیورسٹی بن چکی ہے جس میں نہ صرف تعلیم مفت ہے بلکہ طلباء کو وظیفے بھی ملتے ہیں اور مسلمانوں کے ہر ملک کے نام سے قیام گاہیں ہیں اس کے کچھ عرصہ کے بعد تونس میں جامع زیتونہ اور مراکش میں جامع قرویین کے نام سے دو درسگاہیں قائم کی گئیں جو اب تک کسی نہ کسی شکل میں اپنا تعلیمی پیغام پہونچا رہی ہیں قدیم اسلامی دور میں جن سربراہوں نے مدرسے قائم کئے۔ اور علم کی ترویج و اشاعت میں زیادہ دلچسپی لی ان میں سر فہرست سلطان نورالدین زنگی، سلطان صلاح الدین ایوبی اور خلافت عباسیہ کا نامور علم دوست وزیر نظام الملک طوسی تھے، چنانچہ سلطان نورالدین شہید نے صرف ملک شام میں ۱۴ نامور مدرسے تعمیر کئے دمشق میں ۶ حلب میں ۴ حماۃ میں ۲، حمص میں اور بعلبک میں ایک ایک مدرسہ قائم کیا، سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنی حکومت نے تمام شہروں مصر، دمشق، موصل اور بیت المقدس میں متعدد مدرسے قائم کئے اور نظام الملک طوسی نے تو عراق اور اس کے مشرقی اسلامی علاقوں میں مدرسوں کا جال بچھا دیا، ہر شہر اور گاؤں میں خواہ وہ کتنی ہی دور دراز مسافت پر واقع ہو مدرسہ قائم کیا۔ اس نے یہ بھی کہا کہ جس علاقہ، شہر یا گاؤں میں کسی ممتاز عالم اور نامور مدرس سے متعارف ہوا تو اس کے لئے مدرسہ قائم کر دیا۔ ان مدارس کے تمام اخراجات حکومت کے ذمہ تھے اس نے بغداد میں مدرسہ نظامیہ سب سے بڑا اور وسیع پیمانہ پر قائم کیا جس میں پانچویں صدی ہجری سے کر نویں صدی ہجری تک ممتاز و نامور علماء تدریس کے فرائض انجام دیتے اور اس میں پڑھنے والے طلباء کی تعداد اس زمانہ میں چھ ہزار تھی، اس میں حکومت سے متعلق بڑے حاکم کا لڑکا اور معمولی مزدور کا بچہ ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتا تھا تعلیم اور جملہ اخراجات مفت دئیے جانے کے علاوہ .... غریب طالب

باقی ص ۲۱ پر

عمل کی قبولیت نیت پر منحصر ہے

ڈاکٹر سید لقمان ندوی

عن امیر المومنین أبی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: انما الاعمال بالنیات، وانما لکل امرئ ما نوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا أو امرأۃ ینکحھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ سب انسانی اعمال کا دارومدار بس نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے۔ تو جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی اور خدا و رسول کی رضا جوئی و اطاعت کے سوا اس کی ہجرت کا اور کوئی باعث نہ تھا تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ و رسول کی طرف ہوئی اور بیشک وہ اللہ کا سچا مہاجر ہے اور اس ہجرت الی اللہ والرسول کا مقرر اجر ملے گا اور جو کسی دنیاوی غرض کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر مہاجر بنا تو اس کی ہجرت اللہ و رسول کے لئے نہ ہوگی، بلکہ فی الواقع جس دوسری غرض اور نیت سے اس نے ہجرت اختیار کی ہے عنداللہ بس اس کی طرف اس کی ہجرت مانی جائے گی۔

یہ حدیث بندۂ مومن کے سامنے وہ میزان عدل پیش کرتی ہے کہ مسلمان کو ہر عمل میں کس بات کا خیال اور لحاظ رکھنا ضروری ہے اس لئے کہ انسانی اعمال کا مقصود اصل تو یہی ہے کہ قصد و ارادہ درست و نیک ہو جب نیت صحیح ہوگی اور عمل میں خلوص ہوگا جبھی بندۂ مومن اجر کا مستحق ہوگا حاصل کلام یہ کہ انسان کے عمل کا اس کے مقصد و ارادہ سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اسی لئے یہ حدیث ہر عمل سے پہلے نیت و ارادہ کو درست کرنے اور رضائے خداوندی کو مقدم رکھنے پر پورا زور دیتی ہے اس لئے کہ آدمی کو ثواب اچھی نیت و ارادہ کر لینے ہی سے مل جاتا ہے گو وہ کسی رکاوٹ کی وجہ سے اپنی نیت و ارادہ کو عملی شکل نہ دے سکے نیت کی اہمیت کا اندازہ اسی سے ہوتا ہے کہ اس حدیث میں عمل قبول ہونے یا نہ ہونے کا سارا دارومدار نیت ہی کو قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ بعض کام ایسے ہیں کہ نیت کے بغیر بھی درست و صحیح ہوتے ہیں۔ مثلاً کپڑے کا بغیر نیت کے نجاست سے پاک و صاف کر لینا۔ لیکن نیت کے ثواب سے محروم رہے گا اس لئے کہ حدیث میں یہ بھی صراحت ہے کہ ہر آدمی کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی ہے اب اگر کسی نے بلا نیت کے اپنے کپڑے نجاست سے پاک کر لئے تو کپڑے پاک تو ہو گئے لیکن کپڑے پاک کرتے وقت یہ نیت کہ میں نماز پڑھنے یا تلاوت کرنے کے قابل ہو جاؤں یا یہ کہ ایک مسلمان کو ناپاک نہیں رہنا چاہیئے اس نیت کا جو ثواب ملتا اس سے یہ محروم رہا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان کو اپنی نیت کا صحیح کرنا، ہر کام کو صرف اللہ کی رضا کے لئے کرنا ضروری ہے اس لئے کہ اس کے بغیر مسلمان جو کچھ کرے گا اس کے اجر و ثواب کا نہ حقدار ہوگا اور نہ ہی اسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہی حاصل ہوگی۔

دیکھنے میں دو آدمی ایک ہی کام کرتے نظر آتے ہیں۔ دونوں کے کام میں ظاہری طور پر کوئی فرق نہیں نظر آتا، مگر نیت و ارادہ میں فرق پایا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک کی نیت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے اور دوسرا اس عمل کے ذریعہ کوئی مادی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک مدرسہ میں دو طالب علم پڑھ رہے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کی غرض سے پڑھ رہا ہے اور دوسرا اس علم کے ذریعہ مادی فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ ان دونوں طالب علموں کی مثال ہجرت کرنے والے ان دو آدمیوں کی سی ہے کہ ایک نے اللہ اور اس کے رسول کی خاطر گھر بار چھوڑا اور دوسرے نے کسی دنیاوی نفع کے لئے۔ طبرانی نے المعجم الکبیر، میں ام قیس سے شادی کرنے کی غرض سے ہجرت کرنے والے شخص کا قصہ نقل کیا ہے اس قصہ کو بیان کرنے والے سبھی لوگ قابل اعتماد اور ثقہ ہیں ابو وائل حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے کہ انہوں نے بیان فرمایا: ہم لوگوں میں ایک شخص تھا اس نے ام قیس نامی ایک عورت سے شادی کا پیغام دیا اس نے کہا کہ اگر تم ہجرت کرکے ہمارے یہاں آجاؤں تب شادی کروں گی ورنہ نہیں چنانچہ اس شخص نے اس عورت سے شادی کی خاطر وطن چھوڑا اور ہجرت کی اس لئے ہم لوگ اس شخص کو مہاجر ام قیس کے نام سے پکارا کرتے تھے۔

مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام کی آزمائش و امتحان کفار کی ایذارسانی، طرح طرح سے تکلیفیں پہنچانا ستانا اور ہنسی مذاق اڑانا تھا، پھر جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ہجرت کی اجازت دے دی تو یہ امتحان گھر بار مال و جائداد اور وطن عزیز کو چھوڑ دینے کی صورت میں پیش آیا۔ وہ حضرات امتحان کی پہلی اور دوسری دونوں صورتوں میں اپنے

دین میں پکے اور رضائے خداوندی کے طالب ہونے میں ثابت قدم اور مخلص رہے اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو زبردست تربیت حاصل کی تھی، اور مکہ مکرمہ میں نازل ہونے والی آیات نے ان کے دلوں میں توحید کا جو پودا لگایا تھا ان دونوں چیزوں کا ان پر گہرا اثر تھا۔ یہ حدیث اسی کو مزید پختہ کرنے کے لئے وارد ہوئی ہے جو یہ بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور تنہا اسی کو خالق و مالک جاننا نیز دین کے بارے میں مخلص ہونا ہی وہ بنیاد ہے جس پر زندگی کے سارے مسائل و معاملات کی عمارت قائم ہوتی ہے

دعوت و تبلیغ کی راہ میں ہجرت ایک نازک و اہم موڑ تھی، اسی لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا کہ ہجرت میں کسی دنیاوی اور مادی ...... نفع کا کوئی شائبہ نہ ہونا چاہیئے ہجرت محض رضائے خداوندی اور صرف دین و ایمان ہی کے جذبے سے ہونی چاہیئے دل کو دیگر خواہشات و جذبات سے قطعاً پاک ہونا چاہیئے اس لئے کہ دل ہی وہ ظرف ہے جس میں توحید کا سودا سماتا ہے اور دل ہی سے اس کا چشمہ ابلتا ہے اور اسی کی طاقت سے بندۂ مومن اپنے تمام معاملات میں صرف خدا سے بندگی و برتری ہی پر بھروسہ کرتا ہے اور اس کا ہر عمل اسی کی رضا جوئی کے لئے ہوتا ہے اس کے تصور و خیال نیت و ارادہ، حرکت و عمل ایک ایک چیز میں توحید ہی کا اثر جلوہ گر ہوتا ہے۔ خلوص نیت ہی پوری زندگی کے لئے ایک مکمل و نافذ لائحۂ عمل بخشتا ہے اس میں شبہ نہیں کہ ہجرت ہی وہ سب سے اہم و بڑا کام ہے جس میں دلوں کا امتحان ہوتا ہے اگر نیت درست اور خلوص سے لبریز ہے تب تو وہ اسلامی ہجرت کہلائے گی ورنہ نہیں اس لئے کہ ہجرت مال و دولت مناصب سے امن و عافیت نفسانی لذتوں اور خواہشات کی تکمیل یا کسی اور دنیاوی فائدہ کے لئے نہیں ہوتی، وہ تو صرف اللہ کی خوشنودی اور اس کی راہ میں دکھ تکلیف جھیلنے کے لئے ہوتی ہے جو شخص کسی دنیاوی غرض یا کسی عورت سے شادی کرنے کی خاطر ہجرت کرے گا تو یہ اس کی اندرونی کمزوری اور اس کے حرص و طمع کی علامت ہوگی جو یہ تصور و خیال پیدا کرتی ہے کہ زندگی کے وسائل اور رزق کسی خاص خطۂ زمین ہی سے حاصل ہو سکتے ہیں اور وہ خاص ماحول و حالات ہی میں منحصر ہیں، وہ کچھ ایسے ذرائع سے جڑے ہوئے ہیں کہ اگر ان کو چھوڑ دیا جائے تو زندگی کی راہیں مسدود ہو جائیں۔ رزق کے اسباب و وسائل اور زندگی کے بقاء و نجات کے بارے میں یہ بالکل غلط وہم و گمان ہے اور یہ نفسانی خواہشات اور لذتوں کو پورا کرنے کی غلط راہ ہے، حدیث شریف میں اسی مرض کا علاج بتایا گیا ہے تاکہ زندگی کے قافلہ میں مومن کے ہر عمل اور ہر ہر نقل و حرکت میں اس کے تصور و احساسات میں توحید و اخلاص نیت ہی کی جلوہ گری ہو۔

اس حدیث سے دل کے وساوس ...... کا علاج کھل کر اس طرح سامنے آجاتا ہے کہ کوئی شک و ابہام نہیں باقی رہ جاتا۔

مفہوم حدیث!

تمام اعمال کے اندر نیت کے واجب ہونے کی مختلف صورتیں ہیں۔

ا۔ ائمہ کرام نے از قسم عبادات تمام اعمال کے اندر نیت کو واجب کہا ہے مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ حج وضو وغیرہ جس میں عام طور پر عملاً نیت مطلوب ہوتی ہے ان کے نزدیک حدیث کے الفاظ گویا اس طرح ہیں: **صحة الأعمال بالنيات**

یعنی عمل کے صحیح ہونے کا انحصار نیت پر ہے اعمال کا الف لام استغراق کے لئے ہے یعنی تمام اعمال جیسا کہ طلاق اور آزاد کرنا وغیرہ اس لئے کہ اگر کنایہ میں بھی نیت پائی جائے تو وہ کنایہ صراحت کے درجہ میں ہوگا۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ حدیث میں لفظ اعمال سے بعد تحسب مقدر یعنی پوشیدہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اعمال پر ثواب اسی وقت ملے گا جب نیت پائی جائے گی، اگر نیت نہ پائی گئی تو ثواب نہیں ملے گا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طہارت اور دیگر تمام عبادتیں نیت کے بغیر نہیں صحیح ہو سکتیں۔

خطابیؒ کا کہنا ہے کہ حدیث میں اعمال سے مراد عملی عمل نہیں ہے اس لئے کہ وہ حسی طور پر مشاہدہ میں آ رہا ہے نیت ہو یا نہ ہو، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نیت کے معاملہ میں اعمال کے احکام کا صحیح ہونا نیت پر منحصر ہے کہ نیت ہی سے صحیح ہونے یا نہ ہونے کا فرق کیا جاتا ہے۔

امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کی رائے یہ ہے کہ وسائل مثلاً وضو اور غسل، ان میں نیت کا پایا جانا ضروری نہیں۔ امام غزالی نے نیت کے بارے میں عمل کے محرک کا اعتبار کیا ہے یعنی اگر عمل پر دنیاوی محرکات غالب ہیں تو اس عمل پر اجر نہ ملے گا اور دینی محرکات غالب ہیں تو اجر ان محرکات ہی کے بقدر ہوگا اور اگر دنیاوی اور دینی دونوں محرکات برابر ہیں تو کچھ بھی نہ ملے گا

فائدہ: تیمی فرماتے ہیں کہ نیت کا درجہ عمل سے بھی بڑھ کر ہے کہ اچھے کام کی نیت کر لینے کے بعد اگر وہ کام نہ بھی ہو سکے تو نیت کا ثواب مل جاتا ہے اس کے برعکس اگر کوئی اچھا کام کرے اور نیت نہ ہو تو اس عمل پر کوئی اجر نہ ملے گا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ آپ نے فرمایا ہے جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا اور اس کو کر نہ سکا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جائے گی، اور اگر کر لیا تو دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے، پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیت کا درجہ عمل سے کم ہے۔ اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیت عمل سے بھی بڑھ کر ہے۔

ہجرت ہر اس شخص پر واجب ہے جو کسی ایسی جگہ رہتا ہو جہاں کفر اور گمراہ کن بدعات کا غلبہ ہونے کے سبب اپنے دین کے اظہار سے عاجز و بے بس ہو، اس کو واجبات کے ادا کرنے سے روکا جاتا ہو اس لئے کہ جس چیز کے بغیر واجب ادا نہ کیا جا سکتا ہو اس کا کرنا بھی واجب ہے اگر وہ اپنے دین کے اظہار پر قدرت رکھتا ہے تو پھر ہجرت مسنون ہے یعنی اس کے لئے ہجرت مستحب ہے تاکہ مسلمانوں کی تعداد کو بڑھانے اور جہاد کی صلاحیت پیدا کرنے پر قادر ہو سکے۔

(باقی ...)

عقائد

عقیدہ کا مطلب ما عقائد کی اہمیت اور مذہب کا مفہوم

مولانا ڈاکٹر فیوض الرحمٰن

عقیدہ کا مطلب

عقیدہ عقد سے ہے۔ عقد کے معنی ہیں گرہ لگانا۔ اصطلاح شریعت میں عقائد ان حقائق کا نام ہے جو مذہب کے نام پر دل میں راسخ ہوں۔ عقیدہ کی جمع عقائد ہے۔

عقائد کی اہمیت

عقائد مذہب کی بنیاد اور اصل ہوتے ہیں انسان کی سعادت اور نجات کا دارومدار عقائد صحیحہ پر ہے۔ اگر عقائد درست ہوں اور اعمال میں خرابی ہو تو بہرحال آخرکار د سزا کے بغیر یا سزا بھگتنے کے بعد انشاء اللہ نجات کی پوری توقع اور امید ہے اگر عقائد کفر کے ہوں تو کسی بھی وقت کسی بھی صورت میں قیامت کے دن نجات ممکن نہیں جس طرح کسی عمارت کی بنیاد خراب ہونے کے بعد دیواریں آخر تک سیدھی نہیں ہوتیں۔ اسی طرح عقائد کی خرابی اعمال کی عمارت کو سیدھا نہیں ہونے دیتی۔

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

لہٰذا تمام عقائد اسلام کے لیے بنیاد ہیں۔ اگر ان میں سے ایک عقیدہ بھی خراب ہوا۔ تو انسان راہ راست سے بھٹک جاتا ہے ؎

ان العقائد کلھا اُسّ لاُسلام الفتی
ان ضاع امر واحد من بینھن فقد غوی

پس اپنے مذہب اسلام کے عقائد کو سمجھنا اور ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

مذہب کا مفہوم

مذہب لغت میں راستہ کو کہتے ہیں جسے انسان اختیار کرتا ہے۔ خواہ یہ راستہ صحیح ہو یا غلط۔ اصطلاح شریعت میں مذہب وہ طریقہ ہے جسے اختیار کرنے سے خالق حقیقی راضی ہو جائے۔

سچا مذہب اسلام ہی ہے

اس وقت دنیا میں بے شمار مذاہب موجود ہیں ہر قوم اور جماعت اپنے اپنے مذہب پر بالکل راضی اور خوش ہے۔ کل حزب بما لدیھم فرحون

یہودی کا دعویٰ اپنی یہودیت پر، نصاریٰ اپنی نصرانیت پر اور منکرین خدا اپنے کفر و انکار پر اترا رہے ہیں۔

یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ جنت کے مستحق صرف وہی ہیں۔ نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ ان کے بغیر دوسرا کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودًا او نصاریٰ تلک امانیھم قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین

اور یہود اور نصاریٰ (یوں) کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہ جانے پاوے گا بجز ان لوگوں کے جو یہودی ہوں یا ان لوگوں کے جو نصرانی ہوں۔ آپ کہئے کہ (اچھا) اپنی دلیل لاؤ۔ اگر تم سچے ہو۔ (البقرہ ۱۱۱)

غیر مسلموں کی یہ آرزوئیں اور خوش فہمیاں ہیں جن کو حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سچا مذہب کونسا ہے؟

وہ مذہب حق صرف اسلام ہے۔ یہی تمام انبیاء کرام کا مذہب رہا ہے یہی مذہب تھا حضرت آدم کا حضرت نوح کا حضرت ابراہیم علیہم السلام کا۔ حضرت ابراہیم کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا۔

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین

جب کہ ان سے ان کے پروردگار نے فرمایا کہ تم اطاعت اختیار کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اطاعت اختیار کی رب العالمین کی (البقرہ ۱۳۱)

حضرت ابراہیم خود اسی پر تمام عمر کاربند رہے اور اپنے فرزندوں کو بھی اسی کی تاکید فرمائی اور پھر بیٹوں اور پوتوں میں اسی اسلام کی وصیت جاری رہی۔

ووصیٰ بھا ابراھیم بنیہ ویعقوب یبنی ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون

اور اسی کا حکم کر گئے ہیں ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹوں کو اور اسی طرح یعقوب علیہ السلام بھی۔ میرے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے اس دین اسلام کو تمہارے لیے منتخب فرمایا بجز اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا (البقرہ : ۱۳۲)

آخرکار اسلام کی یہ امانت سرکار دو عالم۔ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوئی اور اس بات کا فیصلہ کر دیا گیا کہ مقبول، ماجور اور مطمئن صرف وہی لوگ ہوں گے جو اسلام کو اختیار کریں گے۔

بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (البقرہ : ۱۱۲)

(یہودیوں اور نصرانیوں کا عقیدہ یہ تھا کہ ان کے سوا دوسرے لوگ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوں گے فرمایا جا رہا ہے۔ ضرور دوسرے لوگ جاویں گے) جو کوئی شخص بھی اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو تو ایسے شخص کو اس کا عوض ملتا ہے اس کے پروردگار کے پاس پہنچ کر اور نہ ایسے لوگوں پر قیامت میں کوئی اندیشہ ہے اور نہ ایسے لوگ (اس روز) مغموم ہونے والے ہیں۔

پھر کس قدر وضاحت کے ساتھ حق تعالیٰ نے فرمایا۔

ان الدین عند اللہ الاسلام (آل عمران ۱۹)

بلاشبہ دین (حق اور مقبول) اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔

گویا اب اس کائنات ارضی پر جو مذہب قابل قبول ہے وہ صرف اسلام ہے۔ اس ارشاد باری تعالیٰ نے یہ مغالطہ دور کر دیا جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب مذاہب اپنی

اپنی جگہ سچے ہیں جس مذہب کو اختیار کر لیا جائے بس کامیابی ہے۔ کسی نے کہا کہ مرکز خدا کی ذات ہے سب مذاہب اور راستے اس ایک مرکز ہی کی طرف جا رہے ہیں۔ یہ بہت بڑا مغالطہ ہے۔ ہم نے مذہب کی تعریف میں لکھا ہے کہ مذہب وہ راستہ ہے جسے اختیار کرنے سے خالق حقیقی راضی ہو جائے۔ یہ لوگ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کہنا چاہتے ہیں کہ حق تعالیٰ توحید سے بھی راضی ہوتے ہیں اور شرک سے اور ان سے بھی جو حق تعالیٰ کیلئے اولاد تجویز کرتے ہیں ان سے بھی جو اولاد کی نفی کرتے ہیں۔ ان سے بھی جو اقرار کرتے ہیں اور ان سے بھی جو انکار کرتے ہیں۔ ان سے بھی جو خدا تعالیٰ کے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں اور ان سے بھی جو انبیاء کرام کی تکذیب کرتے ہیں۔

کیا یہ ٹھیک ہے کہ دو اور دو جس طرح چار ہوتے ہیں پانچ بھی ہوتے ہیں۔ کتنا بڑا دھوکا ہے کہ جی سب ٹھیک ہے۔ پس تمام مذاہب میں سے ٹھیک، درست اور حق مذہب صرف اسلام ہے۔ اسلام کے علاوہ جس دین کو بھی اختیار کیا جائے گا، ہرگز حق تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام کے سوا کوئی دین قابل قبول نہیں ہوگا بلکہ ناکامی نامرادی اور خسران ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو مذہب اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کیے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ہاں پہنچیں گے۔

ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخسرین (آل عمران: ۸۵)

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

ایسے لوگ اگر قیامت کے دن اپنی جان چھڑانے کے لیے تمام خزانے بھی پیش کریں گے تو چھٹکارا نہیں ہوگا۔

ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار فلن یقبل من احدھم ملء الارض ذھبا ولو افتدی بہ اولٰئک لھم عذاب الیم وما لھم من نصرین (آل عمران ۹۱)

بے شک جو لوگ کافر ہوئے اور مر بھی گئے حالت کفر ہی میں، سو ان میں کسی کا زمین بھر سونا بھی نہ لیا جاوے گا، اگرچہ وہ معاوضہ میں اس دنیا کو بھی چاہے ان لوگوں کو سزائے دردناک ہوگی اور ان کے کوئی حامی بھی نہ ہوں گے۔

دنیا کی حکومتوں میں بھی حکومت کے وفادار اور باغی برابر نہیں ہو سکتے وفادار ملازموں کے لیے حکومتیں تمام ضروری سہولتیں مہیا کرتی ہیں اور باغیوں کو قید خانوں میں ڈال دیتی ہیں۔ پس احکم الحاکمین کے وہ بندے جو فرمانبردار ہیں، اسلام پر ہیں کہ ایسے ہی ہیں جیسے کفر کرنے والے؟ ہرگز نہیں۔

افمن کان مومنا کمن کان فاسقاً لا یستوٗن

کیا جو شخص مومن ہو گیا وہ اس شخص جیسا ہو جاوے گا جو بے حکم ہے۔ وہ آپس میں برابر نہیں ہو سکتے (الم سجدہ: ۱۸)

پس خدا تعالیٰ کی حقیقی رضا جس مذہب سے حاصل ہوتی ہے وہ اسلام ہے جس سے مالک حقیقی کی خوشنودی نصیب ہوتی ہے اور وہی حق ہے۔ اس کے ماننے والے ٹھیک ہدایت پر ہیں اور وہی کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار ہونے والے ہیں۔

اولٰئک علی ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون۔

یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جو ان کے پروردگار کی طرف سے ملی ہے اور یہ لوگ ہیں پورے کامیاب (البقرہ ۵)

اہم نکات

۱۔ عقائد اُن خیالات کا نام ہے جو مذہب کے نام پر دل میں راسخ ہوں۔

۲۔ انسان کی اُخروی سعادت اور کامیابی کا دارومدار عقائد صحیحہ پر ہے۔

۳۔ مذہب وہ صحیح طریقہ ہے جس کے اختیار کرنے سے حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو جائے۔

۴۔ سچا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول مذہب صرف اسلام ہے جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کیے ہوئے، اللہ کی بارگاہ میں جائے گا تو اس کے عذاب سے کبھی نجات حاصل نہ کر سکے گا۔

۵۔ اُخروی کامیابی صرف ان ہی خوش قسمت انسانوں کا حق ہے جو اسلام کو اختیار کیے ہوئے بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں گے۔

اسلام کے معنی

اسلام کا مادہ سلم ہے (سالم اور محفوظ ہوا) اسلام کے لغوی معنی اطاعت کرنا اور گردن جھکانا ہے۔ علماء لغت لکھتے ہیں، بغیر چوں چرا کے حاکم کے حکم کی اطاعت کرنا اسلام ہے

اور شریعت کی اصطلاح میں اسلام کے معنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق اللہ تعالیٰ کے سامنے گردن جھکا دینے کے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام محض گردن جھکانے کا نام نہیں، ورنہ بہت سی قومیں ہیں مثلاً یہود و نصاریٰ اور بعض دوسری غیر مسلم قومیں حق تعالیٰ کو تسلیم کرتی ہیں لیکن اطاعت اور تسلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق نہیں ہے۔ پس تسلیم و انقیاد وہی معتبر ہے جو آپؐ کے ارشاد کے مطابق ہو۔

اسلام کے لغوی اور اصطلاحی معنی کے بعد ہم چاہتے ہیں کہ اسلام کی چند خصوصیات بھی بیان کر دی جائیں تاکہ قارئین کرام مزید یقین کر لیں کہ اسلام عقل سلیم کے بالکل مطابق ہے۔

خصوصیات اسلام

پہلی خصوصیت

اسلام کا ہر قانون عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے بالکل مطابق ہے۔ حدیث ہے۔

کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ

ہر بچہ فطرت اسلام ہی پر پیدا ہوتا ہے۔ بعد میں ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر بچوں کو فطرت پر چھوڑ دیا جائے تو وہ بغیر اسلام کے کسی اور مذہب کو ہرگز قبول نہ کریں

گے ۔ یہ ماحول اور فضا کے اثرات ہیں کہ بچے بعد میں شرک اور کفر میں مبتلا ہو جاتے ہیں، ہر قوم کے عاقل ڈاکٹر، سمجھ دار فلاسفر اور دانش مند اسلام قبول کر رہے ہیں، اور جس قدر سائنس ترقی کرتی جا رہی ہے، اسی قدر اسلام کے اصول چمکتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۔

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو فطرت صحیحہ پر پیدا کیا اور اس اصلی اور جبلی فطرت کو کوئی بدل نہیں سکتا یہی دین اسلام سیدھا دین ہے کہ جو اس اصلی فطرت صحیحہ کے مطابق ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں۔ (روم : ۳۰)

دوسری خصوصیت

نفس کی انتہائی تمنا ہے کہ اسے ایسا طریقہ معلوم ہو جائے جس سے حتی الامکان اپنے خالق کے حقوق بندگی بھی بجا لا سکے اور اپنے بھائیوں کے برادرانہ حقوق بھی۔ اسلام نفس کی اس انتہائی تمنا کے بالکل موافق ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی جو تفصیل اسلام نے بیان فرمائی ہے اس کا دسواں حصہ بھی دنیا کے کسی مذہب میں موجود نہیں ہے۔ اسلام نے اللہ تعالیٰ کی معرفت بندگی ۔ ملکی سیاست اور شہریت کے جو اصول بیان کیے ہیں، ان اصولوں نے دنیا کے دانش مندوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے۔

تیسری خصوصیت

اسلام کے ہر حکم میں اعتدال ہے۔ افراط و تفریط کا یہاں نام و نشان بھی نہیں، بلکہ اعتدال اور توسط اسلام ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔

وکذلک جعلنکم امۃ وسطاً ۔

اور اسی طرح ہم نے تمہیں بنایا امت معتدل ۔

(البقرہ :   )

چوتھی خصوصیت

مذہب اسلام تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں کا خلاصہ اور تمام حکماء کی حکمتوں کا عطر ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی برائی نہیں جس سے اسلام نے روکا نہ ہو، کوئی ایسی بھلائی نہیں جس کا حکم نہ دیا ہو، کوئی ایسی حکمت نہیں جسے چھوڑ دیا ہو۔

زید بن ارقم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :۔

" میں نے کوئی خیر اور بھلائی نہیں چھوڑی کہ جس کا نہیں حکم نہ دیا ہو اور کوئی شر اور برائی ایسی نہیں چھوڑی کہ جس سے تمہیں منع نہ کر دیا ہو "

پس مذہب اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ تمام امور خیر پر مشتمل ہے اور ہر برائی سے پاک و مبرا ہے ۔

پانچویں خصوصیت

ہمارا مشاہدہ ہے کہ دنیا کے تمام شہوت پرست اسلام کے دشمن ہیں اور وجہ یہ ہے کہ اسلام نے ضروری حقوق کا تو پورا پورا لحاظ رکھا ہے لیکن نفسانی خواہشات کو ملحوظ نہیں رکھا۔ اگر جنسی میلان اور شہوت کو پورا کرنے کی مکمل آزادی دے دی جائے تو کسی بھی شخص کی جان، مال، عزت و آبرو اور عفت و عصمت محفوظ نہیں رہ سکے گی ۔

پھر یہ دنیا انسانوں کی دنیا نہیں بلکہ حیوانوں اور جانوروں کی دنیا ہو گی چونکہ ناجائز خواہشات کے انسداد کے لیے قدم قدم پر پابندیاں عائد ہیں، اس لیے نفس پرست اور شہوت پرست لوگ اس کے دشمن ہیں ان عقلمندوں، پرہیزگاروں اور پاکدامنوں کے نزدیک یہی اسلام کے حق ہونے کی بڑی دلیل ہے ۔

واذا اتتک مذمتی من ناقص
فھی الشھادۃ لی بانی کامل

یعنی ایک شاعر کہتا ہے کہ جب تمہارے پاس کسی بیوقوف کی طرف سے مذمت پہنچے تو سمجھ لو کہ یہی میرے کامل ہونے کی دلیل ہے ۔

جب ہر زمانہ کے عقلاً اور حکماً اسلام سے راضی رہے ہیں تو شہوت پرستوں کی ناراضگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے

اذا رضیت عنی کرام عشرتی
فلا زال غضباناً علی لئامھا

اگر شریف لوگ مجھ سے راضی ہیں تو پھر کوئی پرواہ نہیں۔ خدا کرے یہ کمینے مجھ سے ہمیشہ ناراض ہی رہا کریں ۔

اگر اسلام لوگوں کی نفسانی خواہشوں کے تابع ہو جائے تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے ۔

ام یقولون بہ جنۃ بل جاءھم بالحق واکثرھم للحق کارھون ولو اتبع الحق اھواءھم لفسدت السموت والارض ومن فیھن بل اتینھم بذکرھم فھم عن ذکرھم معرضون ۔

(معاذ اللہ) کیا آپ کے متعلق یہ خیال ہے کہ آپ کو جنون ہو گیا ہرگز ایسا نہیں (حاشا و کلا) آپ کو جنون کیسے ہو سکتا ہے آپ تو حق اور صداقت لے کر آئے ہیں۔ (مجنون تو وہ ہے جس کو حق سے نفرت ہو) اصل وجہ یہ ہے کہ یہ دین ان کی نفسانی خواہشوں کے خلاف ہے۔ اگر حق لوگوں کی نفسانی خواہشوں کے تابع ہو جائے تو آسمان اور زمین اور ان کے باشندے سب تباہ اور برباد ہو جائیں، بلکہ ہم نے ان کی ہدایت کے لیے حکمت اور نصیحت کا پیام بھیجا ہے مگر یہ لوگ اپنی نصیحت سے روگردانی کرنے والے ہیں۔ (مومنون : ۷۰، ۷۱)

چھٹی خصوصیت

اسلام کی تمام تعلیم حکیمانہ ہے، شاعرانہ نہیں۔ اس میں متانت اور سنجیدگی ہے اور تماشا نہیں۔ پس اسلام ایسا مذہب ہے جس کی ہر بات محکم اور فیصل (sound and decisive) ہے۔

انہ لقول فصل و ما ھو بالھزل ۔

تحقیق یہ قول فصل ہے، ہنسی اور مذاق اور دل لگی سے اسے کوئی تعلق نہیں (طارق ۱۳، ۱۴)

ساتویں خصوصیت

اسلام کے اصول میں تعارض اور تضاد (contradiction) نہیں ہے۔ دوسرے مذاہب میں سے کوئی مذہب بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ تناقض سے پاک ہے بعض مصنفین کی تصنیفات ہی کو دیکھئے ان میں کس قدر اختلاف پایا جاتا ہے۔ یہ اسلام ہی کا بجا طور پر دعویٰ ہے کہ اس میں تضاد نہیں ہے۔

باقی صفحہ ۲۶ پر

داستانِ ازبلا

اسپین کی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ

جس نے عیسائی دنیا میں ہلچل مچا دی

ردِ عیسائیت پر جدید انداز میں ایک دلچسپ سلسلہ

از: محمد سعید خان دہلوی

قسط نمبر ۱

ازبلا کی دُعا

خدا خدا کر کے شام کا وقت آیا اور ازبلا مقررہ وقت سے پہلے ہی گھر سے نکل کر قرطبہ کے باغ کی طرف روانہ ہو گئی۔ راستہ میں میکائیل کی لڑکی میرانو بھی ساتھ ہو گئی اور باغ میں دوسری دونوں سہیلیاں بھی (جو میکائیل والے مناظرہ میں شریک تھیں) آپہنچیں۔

میرانو: "ازبلا! تمہارے چہرہ پر تو بڑی افسردگی چھا رہی ہے، بہن ایک نہ ایک روز تو تم کو اپنے اعزہ سے جدا ہونا ہی پڑے گا۔"

ازبلا: "جب میں تم سے رخصت ہو کر گھر پہنچی تو میری حالت غیر ہو گئی تھی۔ مگر خیر یہ ہوئی کہ والدہ بعض مشغولیتوں کی وجہ سے میرے پاس نہ آ سکیں۔ ورنہ خبر نہیں وہ کیا آفت ڈھاتیں۔ مگر اب خدا کے فضل سے مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ کیونکہ حق کی خاطر میں تمام مصیبتوں کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

میرانو: "بہن ازبلا! آج تو آپ نے بھی غضب ہی کر دیا پادریوں کو ایسے ایسے جواب دیئے کہ ان کے ہوش گم ہو گئے اور ان سے کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ اور پھر کمال یہ کہ جو کچھ ثابت کیا انجیل سے ثابت کیا۔"

مرتھا: "(دوسری سہیلی) تعجب تو اس بات پر ہے کہ لاجواب ہونے پر بھی وہ نہیں مانتے تھے۔"

میرانو: "گو زبان سے نہ اقرار کریں۔ مگر دل تو اعتراف کرتا ہے۔ تمہارے چلے جانے کے بعد میرے والد (میکائیل) پطرس سے فرما رہے تھے کہ بھئی بات تو یہی ہے کہ انجیل شریف سے مسیح کی خدائی تو ثابت نہیں ہوتی۔ مگر کیا کریں کلیسا کے فیصلہ کو ماننا ہی پڑتا ہے۔ مقدس پطرس تمہاری دلائل کی قوت کے قائل تھے اور کہتے تھے کہ ازبلا کے دلائل بے جان نہیں تھے۔"

مرتھا: "خیر آج کی گفتگو سے مزید ثابت ہو گیا کہ اسلام سچا اور پکا مذہب ہے اور عیسائیت میں سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں ہے۔"

میرانو: "(ازبلا سے) کیا تم اپنے ماں باپ، بہن بھائی اور رشتہ داروں، اور عیش و آرام کو چھوڑنا پسند کرو گی؟ اگر تمہارے والد نے تم پر سختیاں کیں اور تم کو محکمۂ احتساب کے سپرد کر دیا تو کیا کرو گی؟"

ازبلا: "میں نے تو اب اپنے دماغ سے ان تمام چیزوں کو نکال دیا ہے۔ جس خدا نے مجھ کو اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا ہے۔ وہی خدا میری مدد کرے گا۔ اور میری نیکی کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ قرآن حکیم کی اس آیت سے مجھے بڑی تسلی ہوتی ہے۔ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب۔ جو شخص اللہ کا خوف رکھے گا تو خدا اس کے لیے نجات کا راستہ نکال دے گا۔ اور اس کو اس طریقہ سے رزق پہنچائے گا جس کا اس کو سان و گمان بھی نہ ہو گا۔"

میرانو: "اچھا، زیاد بن عمر کی مجلس میں کب چلو گی؟"

ازبلا: "وہاں ذرا سویرے ہی سے چلنا چاہیئے تاکہ حضرت زیاد کے فیض صحبت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں اور گھر پہنچنے میں بھی تاخیر نہ ہو۔"

میرانو: "کیا آج کی گفتگو کا حال حضرت زیاد بن عمر کو بھی سناؤ گی؟"

ازبلا: "کیوں نہیں؟ اچھا اب چلو۔ تاکہ وہاں عشاء کی نماز کے وقت تک پہنچ جائیں اور ایک گھنٹہ ٹھہر کر واپس آجائیں۔"

قرطبہ کے باغ سے نکل کر ازبلا اپنی سہیلیوں کے ہمراہ جامع قرطبہ کی طرف روانہ ہوئی۔ راستہ میں ازبلا نے سہیلیوں سے اپنے اس ارادہ کا اظہار بھی کر دیا کہ گو میں دل سے تو مسلمان ہو چکی ہوں، مگر ابھی تک میں نے باضابطہ اسلام قبول نہیں کیا ہے۔ اس لیے زیاد بن عمر کے دست حق پرست پر میں اس رسم کو بھی ادا کر لوں گی تاکہ بارگاہ خداوندی سے زیادہ ہمت و استقلال کی نعمت عطا ہو۔ اور اللہ کی نصرت کو میں پورے ایمان سے جذب کر سکوں۔ سب سہیلیوں نے اس ارادہ پر مبارک باد دی اور خوشی کا اظہار کیا۔ آدھ گھنٹہ کے بعد یہ تمام لڑکیاں عمر لخمی کے زنان خانہ میں داخل ہو گئیں۔ عمر لخمی کا مکان بھی حضرت زیاد بن عمر کے مکان کے قریب واقع تھا۔ ان کے پہنچنے کی اطلاع حضرت زیاد کو بھی عمر لخمی کی وساطت سے مل گئی۔ چنانچہ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد پھر مجلس گرم ہوئی۔ اور علماء مشائخ، محدث، شعراء اور اہل تصنیف و تالیف اور ارباب فضل و کمال کا اجتماع ہوا۔ معمولی گفتگو کے بعد عمر لخمی نے حضرت زیاد سے لڑکیوں کے باریاب ہونے کی اجازت لی۔ اور ان کو اپنے مکان سے بلوا لیا۔

مجلس میں پہنچتے ہی زیاد بن عمر نے ان سب کی خیریت دریافت کی۔ اس کے بعد ازبلا نے دو روز کے ان واقعات سے زیاد بن عمر کو مطلع کیا جو اس کو اپنے والد (لاٹ پادری) اور پادریوں

کے سلسلے میں پیش آئے تھے اور اس گفتگو کا بھی تذکرہ کیا جو میکائیل اور پطرس سے مختلف مسائل پر ہوئی تھی۔ ازبلا نے میکائیل اور پطرس کے مقابلہ میں جو دلائل پیش کیے تھے وہ بھی سنائے جن کو سن کر تمام علماء نے تحسین و آفریں کے کلمات سے ازبلا کی ہمت افزائی کی اور اس کی معلومات پر حیرت کا اظہار کیا۔

ازبلا: "(زیاد بن عمر سے) حضرت محترم یہ تو سب کچھ ہوا اور جو کچھ آئندہ پیش آئے گا۔ وہ بھی دیکھا جائے گا لیکن اب میری درخواست یہ ہے کہ آپ مجھے باقاعدہ مسلمان بنا کر اہل توحید کی عالمگیر برادری میں شامل کرلیں۔ اسی درخواست پر زیاد بن عمر نے اس کو مسلمان کیا اور سب حاضرین نے خلوص کے ساتھ استقامت کی دعا کی۔

زیاد بن عمر: "بیٹی ازبلا۔ اب چونکہ تم باقاعدہ مسلمان ہوگئی ہو اس لیے اب تم اپنے چہرہ پر نقاب ڈال لو۔ کیونکہ اسلام میں عورتوں کے لیے پردہ کا حکم ہے۔ آئندہ بھی تم پردہ میں رہو۔ اسی کے ساتھ اب تم پر پانچ وقت کی نماز پڑھنا بھی فرض ہے۔ دیکھو نماز ترک نہ ہونے پائے۔ کیونکہ یہی ایک کامیابی کی کلید ہے۔ اچھا تمہارے ساتھ یہ دو لڑکیاں ہیں تا جن کا تذکرہ تم نے کیا تھا؟"

ازبلا: "جی ہاں۔ ان میں ایک تو میکائیل کی صاحبزادی ہیں جن کا نام میرانو ہے اور یہ دونوں میری سہیلیاں اور رازداں ہیں جن کا نام مرتھا اور رحنا نہ ہے۔"

زیاد بن عمر: "کیا اسلام کے متعلق ان کو کوئی شبہ ہے؟"

ازبلا: "اسلام کی سچائی میں ان کو کوئی شبہ نہیں اور یہ بھی میری طرح اسلام پر یقین رکھتی ہیں۔ جب خدا ان کو توفیق دے گا تو یہ بھی اسلام کا باقاعدہ اعلان کردیں گی۔ البتہ میرانو کو بعض امور میں کچھ شک ہے۔ اس لیے میرے روحانی باپ عمر بھی اس کا ازالہ فرمادیں گے۔ کسی روز یہ یہاں تشریف لائیں گی اور اپنے شکوک پیش کرکے اپنی تسلی کرلیں گی۔"

عمر لخمی: "تمہارے والد کے رویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ بدسلوکی کریں گے اور تعجب نہیں اگر وہ تم کو خفیہ طور پر محکمہ احتساب کے سپرد کردیں پھر صبح تک میکائیل اور پطرس تمہارے مناظرہ کی روئداد بھی ان کو سنادیں گے۔ جس کے بعد ان کا خلاف ہو جانا یقینی ہے۔ بولو تم نے اس کا کیا تدارک سوچا ہے؟"

ازبلا: "اللہ بہتر جانتا ہے کہ آئندہ کیا کچھ ہونے والا ہے۔ میں نے تو اپنے معاملہ کو خدا کے سپرد کردیا ہے۔ البتہ یہ بات ضرور سوچی ہے کہ اگر انہوں نے زیادہ تنگ کیا تو میں آپ کے یہاں چلی آؤں گی۔"

عمر لخمی: "تمہیں اختیار ہے جب چاہو چلی آؤ۔ اور یہ تو تم کو کرنا ہی پڑے گا۔ کیونکہ عیسائی اس قدر وسیع دل و حوصلہ کہاں کہ تم کو مسلمان دیکھ کر کوئی تعرض نہ کریں اور تم کو تمہاری حالت پر چھوڑ دیں۔"

ازبلا: "(زیاد بن عمر سے) سیدی! آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صبر و شکر اور استقامت کی توفیق دے۔ اب ہمیں رخصت دیجیے۔" حضرت زیاد بن عمر اور اہل مجلس نے ان تمام لڑکیوں کو رخصت کیا اور رخصت ہونے کے بعد ازبلا اور تینوں سہیلیاں اپنے اپنے گھروں پر پہنچ گئیں۔

ازبلا اپنے گھر کے ایک گوشہ میں بستر پر سو رہی ہے صبح صادق سے بہت پہلے وہ بیدار ہوگئی۔ لیکن بستر سے علیحدہ نہ

باقی صفحہ ۲۶ پر

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

عقیدہ ختمِ نبوت

قسط نمبر۵

تحریر:۔ طاہر رزاق، لاہور

دعویٰ نبوت نہ کیا بلکہ ہمیشہ حضرت خاتم النبیینؐ کی ختم نبوت کا اعلان اور تحفظ کیا اور اس عقیدہ کی عصمت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کی سرکوبی کی اور اس راہ میں کبھی بھی کسی قربانی سے دریغ نہ کیا۔

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکانِ آئینہ ساز میں

قادیانی اپنی دجل و فریب کی زبان استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی ظلی اور بروزی نبی ہے اور وہ نبی اکرمؐ کا بروز ہے۔ تاریخ انبیاء شاہد ہے کہ مالکِ کائنات نے اہل کائنات کی رشد و ہدایت کے لیے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام کو اس خاکدانِ ارضی پر مبعوث فرمایا۔ ان سارے نبیوں میں سے کوئی بھی کسی کا ظل یا بروز نہیں تھا اور نہ ہی دین اسلام میں ظل اور بروز کا کوئی تصور ہے۔ عیار مرزا قادیانی نے یہ تصور ہندوؤں سے مستعار لیا۔ ہم قادیانیوں سے سوال کرتے ہیں کہ بتاؤ دنیا کے کس گوشے اور معاشرے میں ظل و بروز کے عقیدے کو عملی حیثیت حاصل ہے؟ کتنے لوگ بروزی زندگی گزار رہے ہیں اور انھیں کس کا بروز تسلیم کیا جا رہا ہے؟

قادیانیو! ذرا توجہ دینا اگر کوئی عورت اپنے گھر میں کام کاج میں مصروف ہے دروازے پر کوئی شخص دستک دیتا ہے۔ عورت دروازے کے قریب جا کر پوچھتی ہے کون؟ وہ شخص جواب دیتا ہے میں تیرا بروزی خاوند ہوں بتاؤ اس شخص کی کیسی "چھترول" ہوگی؟ اگر کوئی نوجوان کسی گاڑی میں سفر کر رہا ہو۔ سامنے کی نشست پر کوئی بوڑھا آدمی آ کر بیٹھ جائے اور نوجوان سے کہے بیٹا! مجھے پانچ سو روپے دیجئے۔ نوجوان سوال کرے کہ جناب میں تو آپ کو جانتا ہی نہیں۔ بوڑھا پلٹ کر بولے بیٹا! کمال کرتے ہو تم بھی اتم مجھے جانتے ہی نہیں میں تمہارا بروزی آبا ہوں۔ بتایئے نوجوان کے جذبات کا کیا عالم ہوگا اور اس کی غیرت اس بوڑھے سے کیسا سلوک کرے گی؟

اگر ہمارے معاشرے میں ظل و بروز کا چکر چل جائے تو پورا معاشرہ جہنم بن جائے اور معاشرتی زندگی تباہ و برباد ہو جائے۔ ملک کا نظام تلپٹ ہو جائے۔ کوئی بروزی صدر بن جائے، کوئی بروزی وزیر اعظم بن جائے کوئی بروزی کمشنر بن جائے، کوئی بروزی سفیر بن جائے، کوئی بروزی مجسٹریٹ بن جائے، کوئی بروزی ایم۔ این۔ اے بن جائے اور کوئی بروزی ایس۔ پی بن جائے وغیرہم۔ کیا ان لوگوں کی کوئی سرکاری یا عملی حیثیت ہوگی؟ یہ تو بہت بڑے عہدوں کا تذکرہ ہے۔ اگر کوئی خاکروب کارپوریشن کے دفتر میں آ کر کہے کہ جناب! آج خاکروب "مہنگا مسیح" نہیں آیا۔ اور وہ ایک مہینہ نہیں آئے گا۔ میں "مستا مسیح" اس کا بروز ہوں اور میں اس کی جگہ پورا مہینہ کام کروں گا اور اس کی تنخواہ بھی وصول کروں گا۔ یقینی بات ہے کہ کارپوریشن آفیسر اسے فوراً نکالنے یا پاگل خانے بھجوائے گا۔ اگر کوئی چوہڑا کسی چوہڑے کا بروز نہیں ہو سکتا تو چوہڑوں کا "چوہڑہ" "مرزا قادیانی مردود" کس طرح سید الاولین والآخرین جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بروز ہو سکتا ہے؟ اگر وہ چوہڑہ نکالنے یا پاگل خانے جانے کا مستحق ہے تو یہ "سپر چوہڑا" بھی نکالنے یا پاگل خانے کا سزاوار ہے۔

قادیانی کہتے ہیں کہ خاتم کے معنی "مہر" ہے یہ مراد ہے کہ نبی اکرمؐ کی مہرِ نبوت لگانے سے نبی بنتے ہیں لیکن عقل کے مارے اور نصیبوں کے ہارے قادیانیوں کو سوچنا چاہیے کہ حضورؐ تو خاتم النبیین ہیں اور النبیین تو جمع ہے اور اس سے یہ معنی لینے چاہییں کہ نبی پاک کی مہر سے بہت سے نبی بنتے ہیں اور یہاں صدیوں کی مسافت کے بعد مہر نبوت سے ایک ہی نبی "مسٹر کانا" معرضِ وجود میں آیا۔ الامان والحفیظ۔

خبیث اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی

قادیانی سوال اٹھاتے ہیں کہ جب قربِ قیامت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو اس وقت عقیدہ ختم نبوت پر زد پڑے گی کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تشریف لائیں گے۔

جواباً عرض ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی بھی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل پیدا ہوئے اور ان کی نبوت کا زمانہ آپؐ سے پہلے کا ہے۔ اس کے بعد رب العزت نے انھیں زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا۔ قربِ قیامت دجال کے قتل اور اسلام کی تبلیغ کے لیے دوبارہ تشریف لائیں گے لیکن اپنی شریعت لے کر نہیں بلکہ شریعت محمدیؐ کے تابع ہو کر اپنی نبوت کے تحت نہیں بلکہ نبوت محمدیؐ کے تحت!! علماء نے لکھا ہے کہ ساری کائنات کے انسانوں کا آخرت میں صرف

ایک دفعہ حساب ہوگا لیکن عیسیٰ علیہ السلام کا دو دفعہ حساب ہوگا ایک دفعہ نبی ہونے کی حیثیت سے دوسری مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے! اس گفتگو سے ہر صاحب عقل سمجھ سکتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے عقیدہ ختم نبوت پر کوئی آنچ نہیں آتی قادیانیوں کے لاہوری گروپ نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے ایک عجیب ڈرامہ رچا رکھا ہے۔ وہ اپنی دجالی زبان استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نبی و رسول نہیں بلکہ مجدد و امام مہدی مانتے ہیں (حالانکہ یہ بھی پرلے درجے کا کفر ہے۔ کیونکہ جو شخص مدعی نبوت ہو اسے مجدد یا امام مہدی تو کیا مسلمان ماننا بھی کفر ہے) ہم ان سے پوچھتے ہیں۔ اے ماہرین دجل و فریب! کیا تمہیں مرزا قادیانی کی کتابوں میں بار بار اس کا اعلان نبوت نظر نہیں آتا۔ اگر تمہیں نظر نہیں آتا تو وہ ہم دکھائے دیتے ہیں مرزا قادیانی اعلان کر رہا ہے۔

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص ۱۱ مصنفہ مرزا قادیانی)

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔ اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں" تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸)

"اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں سو وہ میں ہوں" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۰۔ مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۵)

"حق یہ ہے خدا کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ کہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ" (براہین احمدیہ ص ۹۸ ج ۳)

"میں کوئی نیا نبی نہیں مجھ سے پہلے سیکڑوں نبی آ چکے ہیں۔ (الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ از مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۴)

اب بتاؤ کیا سوچ ہے؟ کیا فکر ہے؟ آئندہ کیا لائحہ عمل ہے؟

قادیانیو! قادیانیت کے گندے جوہڑ کو چھوڑ کر اسلام کے چشمہ صافی پر آجاؤ۔ تم نے ارتداد کی جھاڑیوں میں پھنس کر اپنے دامن کو تار تار کیا ہے۔ آؤ! ایمان کے دھاگوں سے اسے رفو کر لو۔ ندامت کے چند آنسو بہا کر اپنے گناہوں کی سیاہی دھو لو۔ ارتداد کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں ٹھوکریں نہ کھاؤ۔ آؤ! قرآن کے آفتاب اور نبوت کے مہتاب کی روشنی میں صراط مستقیم پر گامزن ہو جاؤ۔ کیوں جھوٹی نبوت کی بادِ صرصر میں جھلس رہے ہو اسلام کی بادِ صبا تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ لا نبی بعدی کا نعرہ مستانہ لگا کر جھوٹی نبوت کی آہنی زنجیریں توڑ دو۔ جعلی نبی اور جعلی نبوت کے منحوس چہروں پر زناٹے دار تھپڑ رسید کر دو۔

ختم نبوت کے باغیو! زندگی کے چند ایام باقی ہیں۔ در توبہ کھلا ہے تمہارا رحمان و رحیم رب تمہیں بلا رہا ہے۔ اپنے رب کی بات سن لو۔ قرآن تمہیں رشد و ہدایت کی روشنی دینے کے لئے پکار رہا ہے۔ خدارا! قرآن کی پکار سن لو۔ جناب خاتم النبیین تمہیں جنت کے لیے صدائیں دے رہے ہیں۔ خدارا ان کی صدائے رحمت پر گوش ہوش رکھ دو۔ وقت تمہیں لپک لپک کے اور جھنجوڑ جھنجھوڑ کے دہائی دے رہا ہے۔

ادھر آ زندگی کا بادہ گلفام پیتا جا
زرا میخانہ "محمدؐ" سے اک جام پیتا جا

تمام نبیوں نے اپنے بعد آنے والے نبیوں کے بارے میں پیش گوئیاں کیں لیکن جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ نے کسی نئے نبی کے آنے کی پیش گوئی نہ کی بلکہ اعلان فرمایا۔

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کہا خاتم المرسلین نہیں کہ مبادا اس کا مطلب کوئی یوں لے کہ رسالت ختم ہو گئی اور نبوت ختم نہیں ہوئی کیونکہ ہر نبی رسول نہیں ہوتا اور ہر رسول نبی ضرور ہوتا ہے۔ خاتم النبیین میں "النبیین" رسول اور نبی دونوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ لہٰذا آپ کی ذات اقدس پر نبوت و رسالت دونوں ختم ہو گئیں۔

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول النبیین بھی ہیں اور آخر النبیین بھی کیونکہ عالم ارواح میں سب سے پہلے منصب نبوت آپ کو عطا کیا گیا اور بعثت میں سب سے آخر ہیں۔

آپ کی ہستی مبارک پر نبوت ختم ہوئی تو نبوت کے سارے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے جملہ انبیائے کرام کو جزوی طور پر جو کمالات نبوت ملے تھے وہ آپ کو کلی طور پر عطا کر دیئے گئے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

قانون فطرت ہے کہ ہر چیز کی ایک ابتداء ہوتی ہے اور ایک انتہا' نبوت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور انتہا جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور انتہا کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہا کرتی۔

بعثت محمدیؐ سے پہلے خدا تک پہنچنے کے بہت سے دروازے تھے۔ یہ آدمؑ کا دروازہ ہے اس سے داخل ہو جائیے خدا کا قرب مل جائے گا۔ یہ نوحؑ کا دروازہ ہے اس سے داخل ہو جائیے اللہ تک رسائی ہو جائے گی۔ یہ ابراہیمؑ کا دروازہ ہے اس سے داخل ہو جائیے خدا مل جائے گا۔ یہ موسیٰؑ کا دروازہ ہے اس سے داخل ہو جائیے اللہ کی معرفت نصیب ہو جائے گی' یہ عیسیٰؑ کا دروازہ ہے مالک سے رابطہ ہو جائے گا۔ لیکن جب بعثت محمدیؐ ہو گئی تو یہ سارے چھوٹے چھوٹے دروازے بند کر دیئے گئے اور نبوت محمدیؐ کا "مین گیٹ" کھول دیا گیا اور رب ذوالجلال نے یہ اعلان کر دیا اب جو بھی مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے اسے "مین گیٹ" سے گزر کے آنا ہوگا۔

جس طرح ہر مسلمان کا ایک جسمانی باپ ہے اسی طرح ہر مسلمان کا ایک روحانی باپ ہے۔ جس کے جوتوں کی خاک کے ذروں پر جسمانی باپ کو قربان کیا جا سکتا ہے اس روحانی باپ کا نام نامی اسم گرامی "محمدؐ" ہے اگر کوئی شخص دوسرے جسمانی باپ کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنی ماں کی عصمت کے سفینے کو اپنے ہاتھوں سے غرق کرتا ہے اور اگر کوئی دوسرے روحانی باپ کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ اپنے ایمان کی کشتی کو اپنے ہاتھوں سے ڈبو دیتا ہے لہٰذا جس طرح کسی مسلمان کا دوسرا جسمانی باپ

نہیں ہو سکتا اسی طرح کسی مسلمان کا دوسرا روحانی باپ (نبیؑ) نہیں ہو سکتا۔

• تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت ختم نبوت نے پوری امت کو وحدت کی لڑی میں پرو رکھا ہے اور اس لڑی کے موتی مومنین کہلاتے ہیں۔ ختم نبوت کی وجہ سے آج اسلامی برادری عالمگیر برادری ہے۔ ختم نبوت کی بدولت سب کے رہبر و رہنما محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ختم نبوت کے طفیل قرآن سب کا امام ہے۔ ختم نبوت کی برکت سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سب کا کلمہ ہے۔ ختم نبوت کی رحمت سے بیت اللہ سب کا قبلہ ہے۔ اگر نبوت کا دروازہ کھلا رہتا تو امت چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹ جاتی لہٰذا رب رحیم نے نبوت کا باب بند کر کے اور رحمۃ العالمین کو مبعوث فرما کر اہل دنیا کو بے پایاں محبت سے نوازا ہے۔

زمانہ رہتی دنیا تک سنائے گا زمانے کو
درود ان کا، کلام ان کا، پیام ان کا، قیام ان کا

• کائنات کے باسیو! رب رحیم وکریم نے تمہیں ایسا رسول اعظمؐ عطا کر دیا جس کے بعد کسی رسولؐ کی ضرورت نہیں۔ وہ ایسی کتاب لے کے آیا جس کے بعد انسانیت کسی شریعت کی محتاج نہیں۔ وہ ایسا نظام لے کے آیا جس کے سوا کسی نظام کو دوام نہیں۔ اس کا وجود وہ چراغ فروزاں جو تیرہ و تار شبوں میں روشنیاں پھیلائے۔ اس کی ہستی وہ ابر رحمت جو بحر و بر، کوہ و دمن، نشیب و فراز سب پر حیات بخش پانی کی بارش برسائے۔ اس کا جسم اطہر وہ خوشبو جو سارے عالم کے دامنوں کو مہکائے۔ اس کا سراپا وہ چشمۂ شیریں جس سے ہر پیاسا اپنی تشنگی بجھائے، اس کی ذات وہ بہار جو دلوں کی وادیوں میں ایمان کے پھول کھلائے اور اس کی شخصیت "معلم اعظم"، جو تمام زمانوں کے انسانوں کو تمام علوم پڑھائے اور انسانیت کو علم کے نور سے جگمگائے۔

• آؤ! اس گلشن ہستی کے رہ نشینو! اس محسن انسانیت، قائد انسانیت، فخر انسانیت اور باعث تخلیق انسانیت کے حضور نہایت ادب و احترام کے ساتھ زبان دہن و دل سے ہدیہ تبرک پیش کریں۔

ریاض خدا کا گل سر سبد — محمد ازل سے محمد ابد
محمد کہ حامد بھی محمود بھی — محمد کہ شاہد بھی مشہود بھی
محمد سراج و محمد منیر — محمد بشیر و محمد نذیر
محمد کلیم و محمد کلام — محمد پہ لاکھوں درود و سلام

خاکپائے مجاہدین ختم نبوت
محمد طاہر رزاق

نعم شہ

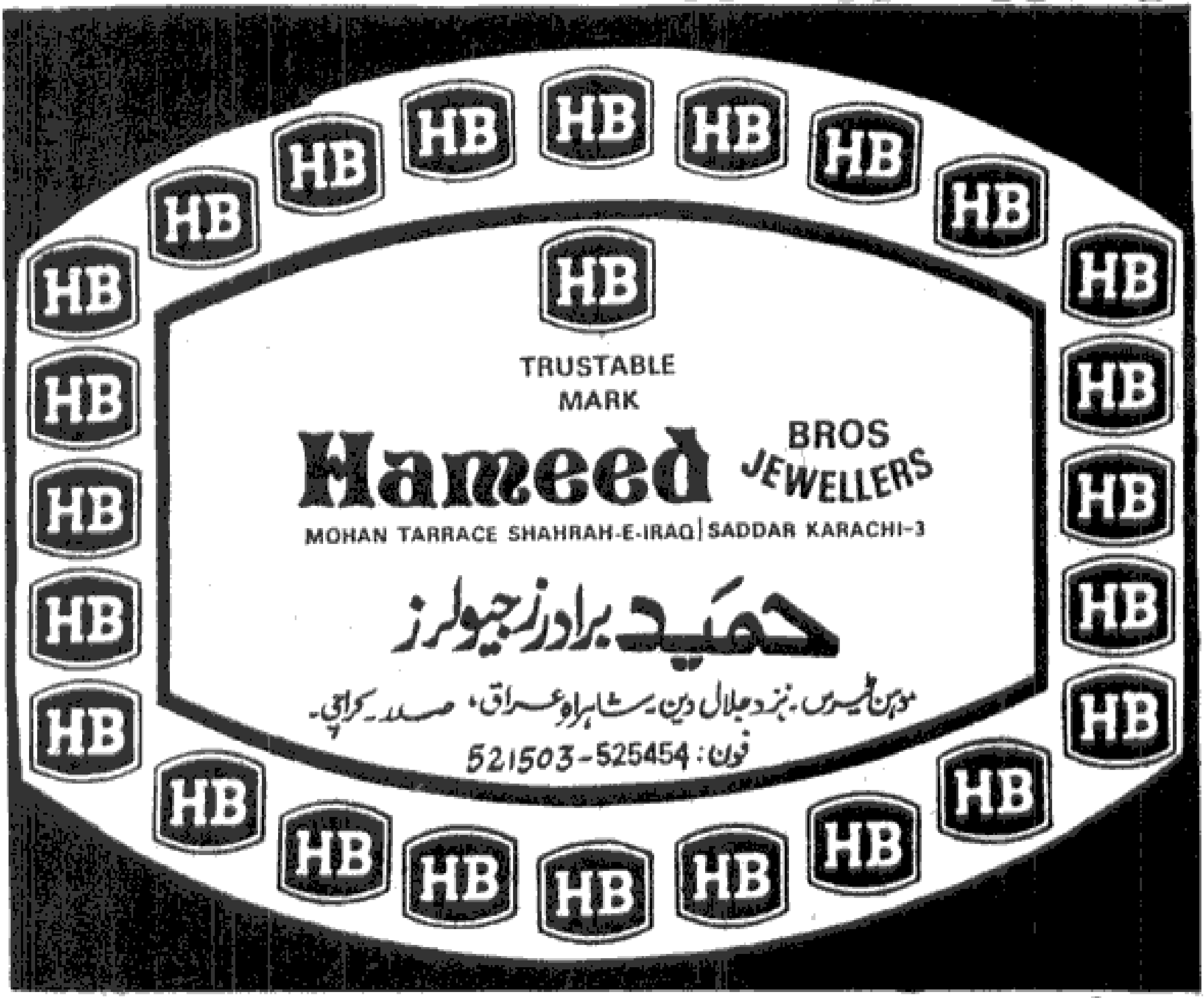

نیا دام لائے پُرانے شکاری

لاہور سے شائع ہونیوالے ایک قادیانی رسالہ کی علماء کے خلاف فتنہ خیز اور اشتعال انگیز مہم

از حافظ محمد حنیف ندیم

ہمارے نام لاہور سے کسی صاحب نے ایک ہفتہ وار رسالہ ارسال کیا ہے۔ اس رسالہ کے سرسری مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ رسالہ صرف اور صرف قادیانیت کی تبلیغ اور علماء کرام کو بدنام کرنے کے لئے جاری کیا گیا ہے خواہ ان علماء کا کسی بھی مکتب فکر سے تعلق ہو۔ خاص طور پر ان علماء کرام کے خلاف مہم اس کا اولین مقصد ہے جو فتنہ قادیانیت کے خلاف ہیں۔ علماء کو بدنام کرنے کیلئے رسالہ نے ایک انعامی سوالنامہ جاری کیا ہر سوال کے جواب میں ایک سو روپیہ انعام رکھا اس طرح دس سوال ہیں اگر کوئی ان دس سوالوں کا جواب دے گا تو اسے ایک ہزار روپیہ انعام ملے گا۔

وہ تمام کے تمام سوال صرف علماء کرام کے بارے میں ہیں اس سلسلہ کا پہلا انعام جس شخص کو ملا وہ کراچی کا ایک قادیانی ہے۔ جس طرح انگریز کے ٹوڈی اور خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی کے مختلف روپ تھے کبھی وہ خدا بن جاتا تھا کبھی خدا کا باپ کبھی بیٹا۔ اور کبھی خدا کی بیوی ـــــ اسی طرح کبھی وہ یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں مجدد ہوں۔ پھر وہ درجہ بدرجہ مہدی۔ مسیح بنا۔ اس کے بعد نبی و رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ بعد ازاں اس نے چھلانگ لگائی تو محمد رسول اللہ بن بیٹھا۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) مرزا کے انہیں دعاوی کو دیکھ کر کسی شاعر نے مرزا قادیانی کے بارے میں کہا تھا:۔ (قدرے ترمیم کے ساتھ)

ہم بھی قائل تری نیرنگی کے یار رہے۔
ارے او گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے والے

مرزا قادیانی نے مذکورہ دعاوی میں جو بے شرمی اور ڈھیٹھ پن دکھایا اس پر کسی دوسرے شاعر نے مرزا قادیانی کی ذات کا یوں نقشہ کھینچا ہے

ڈھیٹھ اور بے شرم بھی دنیا میں گو ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی!

کہتے ہیں بعض بیماریاں متعدی ہوتی ہیں جو وراثت در وراثت منتقل ہوتی چلی جاتی ہیں۔ مرزا قادیانی نے لکھا کہ مجھے مراق تھا چنانچہ اس کے لڑکے اور قادیانیوں کے دوسرے پیشوا آنجہانی مرزا محمود نے بھی یہ لکھا کہ مجھے کبھی کبھی مراق ہو جاتا ہے۔ جو شخص نبی ہو وہ امت کا روحانی باپ ہوتا ہے مرزا قادیانی جھوٹا تھا اس نے ایک جھوٹی امت بھی تیار کر لی جو امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء سے پہلے مرزا قادیانی کی بیویوں کو امہات المومنین لکھتی رہی کسی خاص بیوی کا ذکر ہوتا تو اسے ام المومنین کہا اور لکھا جاتا (یعنی مومنوں کی مائیں یا مومنوں کی ماں یہاں مومن سے صرف قادیانی مراد ہیں) مرزا کی بیویاں ماں ہوئیں تو مرزا قادیانی باپ ہوا چونکہ مرزا قادیانی میں منافقت اور جھوٹ کی بیماری کے علاوہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کی بیماری یا عادت بھی تھی اس لئے یہ بیماریاں یا عادتیں قادیانیوں میں وراثتاً منتقل ہو گئیں اس رسالہ پر بھی مرزا قادیانی کی مذکورہ عادتیں صادق آتی ہیں۔

رسالہ نے ایک جگہ یہ اعلان کیا ہے کہ ہم ظالم کیخلاف آواز حق بلند کرنے اور مظلوموں کا سہارا بننے کا عزم لیکر اٹھے ہیں ہمارے پیش نظر پاکستان سے محبت اور اسلام سے دوستی، مظلوموں کی حمایت کا جنون اور ظالموں کے خلاف جہاد کرنا ہے لہٰذا اہل ثروت اور مخیر حضرات عطیات دے کر تعاون کر سکتے ہیں۔ تضاد ملاحظہ کیجئے کہ ایک طرف مالی تعاون کی اپیل کی جا رہی ہے اور دوسری طرف علماء کرام کے خلاف سوالنامہ جاری کیا گیا ہے جس پہ ایک ہزار روپیہ انعام رکھا ہے جو ادارہ علماء کرام کے خلاف سوالنامے کا جواب لکھنے پر انعام دے سکتا ہے کیا وہ ہر مہینے نہیں بلکہ ہر ہفتے اپنی اشاعت برقرار نہیں رکھ سکتا جہاں یہ کھلے تضاد کو ظاہر کرتا ہے وہاں یہ مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کی طرح دھوکہ اور فریب بھی دے رہا ہے تاکہ ظالم کے خلاف جہاد اور مظلوم کی حمایت کے نام پر اسے سادہ لوح لوگوں کی طرف سے مالی امداد بھی مل جائے۔

ہم نے اسے شروع سے آخر تک بغور دیکھا اس میں ظالم کے خلاف اور مظلوم کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں ہے البتہ علماء کرام کے خلاف خوب خبث باطن کا مظاہرہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ ان کو کم علم، جاہل، متعصب، تنگ نظر، مفاد پرست علماء لکھا ہے اور جو ایک ہزار روپے کا انعامی مضمون شامل کیا ہے وہ بھی قادیانی کا ہے

جس سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ اس رسالہ کے قلمی سارے نہیں تو کچھ قادیانی ضرور ہیں جو اس رسالہ میں زیادہ با اختیار ہیں رسالہ نے سوالنامہ کے شروع میں لکھا ہے کہ سوالنامہ رسالہ اور ایک تنظیم نے جاری کیا ہے آئندہ صفحات میں اس تنظیم کا تعارف اور عہدیداروں کے نام موجود ہیں۔ اس تنظیم کے چیئرمین کی حیثیت سے جس کا نام لیا گیا ہے وہ ایک صوبائی اسمبلی کا رکن اور وزیر اعلیٰ پنجاب جناب غلام حیدر وائیں کا مشیر ہے گویا یہ رسالہ بھی اسی ممبر اور مشیر صاحب کی سرپرستی میں شائع ہو رہا ہے رسالہ کی پالیسی نے اس ممبر اور مشیر کی ذات کو بھی مشکوک بنا دیا ہے جس کی صفائی دینا ان کے لئے ضروری ہے ورنہ صرف اس مشیر کا مسئلہ ایک تحریک کی صورت میں اٹھ سکتا ہے۔

ختم نبوت اور اجماع امت

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس رسالہ کو علماء کرام کے

خلاف یہ مہم چلانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ جہاں تک ہم نے اس مسئلہ پر غور کیا ہے تو ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ان کا قصور یا جرم صرف یہ ہے کہ وہ مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کو کافر مرتد اور زندیق سمجھتے ہیں اس لئے کہ مرزا نے قرآن و حدیث اور اجماع امت سے بغاوت کر کے ایک دعویٰ نہیں بے شمار دعوے کر ڈالے جبکہ اس کی ذریت مرزا کے تمام دعاوی پر ایمان رکھتی ہے ـــــ امت کا سب سے پہلا اجماع جس مسئلہ پر ہوا وہ مسئلہ ختم نبوت ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور میں جہاں اور فتنوں نے سر اٹھایا وہاں جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ سر فہرست تھا ان جھوٹے مدعیان نبوت میں مسیلمہ کذاب نے زیادہ طاقت پکڑی یہاں تک کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سفیروں کے ہاتھ ایک خط لکھ کر روانہ کیا جس میں تحریر تھا :۔

من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ
انی اشرکت فی الامر معک۔

یعنی یہ خط مسیلمہ اللہ کے رسول کی طرف سے محمد اللہ کے رسول کی طرف ہے واضح ہو کہ میں تیرے کار نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔

اس خط کو پڑھنے کے بعد مسیلمہ کذاب کے سفیروں کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا کہ اگر سفیروں کا قتل جائز ہوتا تو میں تمہیں ابھی قتل کروا دیتا بعد ازاں آپ نے صحابہ کرام کو جھوٹے مدعیان نبوت اور اس کے پیروکاروں کو نیست و نابود کرنے کے لئے لشکر کی تیاری کا حکم فرمایا لشکر تیار ہو گیا کہ اسی اثناء میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے آپ کے بعد امت نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو متفقہ طور پر آپ کا خلیفہ اور جانشین بنایا سیدنا صدیق اکبرؓ نے منصب خلافت سنبھالتے ہی سب سے پہلا جو حکم دیا وہ اس لشکر کی روانگی تھا ہر چند کہ بعض صحابہ کرام نے یہ مشورہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک و اطہر ہمارے اندر موجود ہے پہلے اس کا انتظام کیا جائے۔ غم والم کی وجہ سے پوری امت کا برا حال ہے اس لئے یہ لشکر روانہ نہ کیا جائے جس پر سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ جس لشکر کو خود ہمارے پیارے آقا و مولا نے تیار کیا ہو ابوبکر اس کو ضرور روانہ کرے گا چنانچہ آپؓ نے وہ لشکر روانہ کیا جس میں کثیر تعداد میں حفاظ قرآن شامل تھے بالآخر اس لشکر نے سینکڑوں حفاظ قرآن اور سینکڑوں صحابہ کرامؓ کی قربانی دے کر جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے فتنہ کا خاتمہ کیا اور یوں حضرت صدیق اکبرؓ نے سب سے پہلے محافظ ختم نبوت کا اعزاز حاصل کیا۔

مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکاروں نے کوئی نیا کلمہ ایجاد نہیں کیا تھا وہ کلمہ ہی پڑھتے تھے اذان اسی طرح دیتے تھے جس طرح آج مسلمان دیتے ہیں وہ نماز بھی اسی طرح پڑھتے تھے لیکن ان کے ساتھ جہاد صرف اس لئے کیا گیا کہ وہ جناب آقا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی اور ختم نبوت کے منکر تھے۔

مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کو اگر علماء کرام کافر، مرتد یا زندیق کہتے ہیں اور ان کے خلاف تحریر و تقریر کے ذریعے جہاد کر رہے ہیں (کیونکہ حکومت ان کے پاس نہیں ورنہ ان کا اصل علاج وہی ہے جو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے کیا) تو یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے طریقے پر عمل پیرا ہیں اگر قادیانیوں کو علماء کرام کی طرف سے کافر کہنا فساد ہے اور آج کے تمام علماء حق صرف اس جرم کی وجہ سے فسادی ہیں تو نعوذ باللہ اس کی زد خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان تمام مجاہدین صحابہ کرام پر پڑتی ہے جنہوں نے جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنہ کے خاتمہ کیلئے لشکر تیار کیا، روانہ کیا اور جہاد میں حصہ لے کر اس فتنہ کی سرکوبی کر کے آنے والی امت کے لئے ایک راستہ متعین کر دیا کہ آئندہ اگر کوئی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے تو اس کا علاج صرف اور صرف جہاد ہے۔ جو لوگ صرف اس وجہ سے علماء کرام کو فسادی، متعصب، تنگ نظر اور جاہل وغیرہ کہہ رہے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو کافر قرار دیتے ہیں تو وہ توہین و گستاخی رسول اور توہین و گستاخی صحابہ کے مرتکب ہیں کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوائے نبوت جرم نہ ہوتا تو حضورؐ کبھی لشکر تیار نہ کرتے، حضرت ابوبکرؓ لشکر روانہ نہ کرتے اور نہ ہی صحابہ کرامؓ جہاد و قتال نہ کرتے۔ قرن اول کے اس اہم ترین واقعہ کے بعد بھی بہت سے لوگوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے، ماسوائے چند کے امت نے سب کے ساتھ یہی سلوک کیا

مرزا قادیانی اور انگریز

رسالہ مذکورہ نے تصویر کا ایک رخ پیش کیا یعنی اسے یہ بات تو نظر آ گئی کہ علماء کرام مرزائیت کے خلاف کفر کا فتویٰ دے کر فرقہ واریت اور تعصب پھیلا رہے ہیں لیکن اس رسالہ کے کار پردازوں کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت سے پہلے برصغیر میں امن و سلامتی کا دور دورہ تھا عقائد و نظریات کی جنگ بہت کم دیکھنے میں آتی تھی لیکن جب سے مرزا قادیانی (جو امن و سلامتی کا شہزادہ کہلاتا تھا) آیا اور اس نے انگریز کے اشارے پر نبوت کا دعویٰ کر کے ایک نئے مذہب اور نئی امت کی بنیاد ڈالی تو برصغیر کے عوام جو انگریز حکومت کیخلاف برسرپیکار تھے ان کی توجہ تقسیم ہو گئی وہ انگریز کیخلاف جہاد کرتے رہے اور یہ اپنی جھوٹی نبوت اور جھوٹی وحی و الہام کے سہارے جہاد کی حرمت کے فتوے دیتا رہا اور کہتا رہا کہ

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال۔
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال۔

اس نے اور اس کی جماعت نے مسلمانوں کی توجہ کو یوں بھی تقسیم کیا کہ اپنی جھوٹی نبوت کو سچا ثابت کرنے کیلئے جہاں تقریر و تحریر کا بازار گرم کیا وہاں مناظرے بازی بھی شروع کر دی اور مسلمانان برصغیر جن کا پختہ ایمان تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے ان پر کفر کے فتوے داغنے شروع کر دیئے چنانچہ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے چند فتوے ملاحظہ ہوں :۔

مرزا قادیانی حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ پر لکھتا ہے :۔

(۱) "کفر دو طرح پر ہے ایک کفر یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں مانتا دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی

جاتی ہے پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔

(۲) ”جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے۔“ (اشتہار معیار الاخیار مجموعہ اشتہارات)

جو مسلمان مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے وہ ان کو نہ صرف کافر اور جہنمی کہتا ہے بلکہ اپنی شرافت و تہذیب کا دیوالیہ نکالتے ہوئے یوں بکواس کرتا ہے:۔

(۳) ”کل مسلم یقبلنی و یصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا“ (آئینہ کمالات صفحہ ۵۴۷، ۵۴۸)

ترجمہ:۔ ”ہر مسلمان نے مجھے مان لیا ہے اور تصدیق کی ہے مگر کنجریوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔“

بڑے میاں کے فتوے ملاحظہ کیجئے اب ذرا چھوٹے میاں آنجہانی مرزا محمود، آنجہانی مرزا بشیر ایم اے اور دوسرے قادیانی حضرات کے فتاویٰ جات بھی ملاحظہ کیجئے

مرزا محمود کہتا ہے:۔

(۱) ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت ص ۳۵)

(۲) ”اس کی وجہ کہ غیر احمدی کیوں کافر ہیں قرآن کریم نے بیان کی ہے وہ اصل جو قرآن کریم نے بتایا ہے اس سب کا انکار یا اس کے کسی ایک حصے کے نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کا انکار کفر ہے سب نبیوں کا یا نبیوں میں سے ایک کا انکار کفر ہے کتب الٰہی کا انکار کفر ہے ملائکہ کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے وغیرہ ہم چونکہ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے اس لئے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے غیر احمدی کافر ہیں۔“

مرزا محمود کا بیان بہ اجلاس سب جج عدالت گورداسپور (مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۶ و ۲۹ جون ۱۹۲۲ء جلد نمبر ۹ صفحہ ۱۰۱/۱۰۲)

(۳) ”ایک دن بعد نماز ظہر ایک متعلم کے آنجہانی مرزا محمود سے سوال و جواب ہوئے متعلم نے سوال کیا:۔

خاکسار۔ کیا یہ صحیح ہے کہ آپ غیر احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں؟

خلیفہ صاحب! ہاں یہ درست ہے۔

خاکسار! اس تکفیر کی بنا کیا ہے کیا وہ کلمہ گو نہیں ہیں؟

خلیفہ! بے شک وہ کلمہ گو ہیں لیکن ہمارا اور ان کا اختلاف فروعی نہیں اصولی ہے۔ مسلم کے لئے توحید پر۔ تمام انبیاء پر۔ ملائکہ پر۔ کتب آسمانی پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو ان میں سے ایک بھی نبی اللہ کا منکر ہو جائے وہ کافر ہو جاتا ہے جیسا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کو مانتے ہیں لیکن صرف رسول اکرم کی رسالت کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں اسی طرح قرآن کریم کے مطابق غیر احمدی (یعنی مسلمان) مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو کر کفار میں شامل ہیں۔ اللہ کی طرف سے ایک مامور آیا جس کو ہم نے مان لیا اور انہوں نے نہ مانا۔“

(مضمون عبد القادر متعلم جامعہ علیہ۔ الفضل قادیان جلد نمبر ۱۰ نمبر ۹۹۔ ۲۱ جون ۱۹۲۳ء ص)

آنجہانی مرزا محمود کے بھائی آنجہانی مرزا بشیر ایم اے نے ایک کتاب بنام کلمۃ الفصل لکھی جو اہل اسلام کی تکفیر پر مشتمل ہے اس میں سے بطور نمونہ صرف ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے:۔

”ہر ایک شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (کلمۃ الفصل)

دوسرے قادیانیوں کی کتابوں سے چند فتاویٰ جات ملاحظہ ہوں:۔

(۱) ”حضرت احمد .... (مرزا) ایک عظیم الشان نبی اللہ و رسول اللہ ہیں اور ان کا انکار موجب غضب الٰہی اور کفر ہے۔“ (النبوۃ فی الالہام مولفہ قاضی محمد یوسف قادیانی)

(۲) ”یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے .... کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا قرآن مجید میں تو لکھا ہے:۔ لا نفرق بین احد من رسلہ۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے انکار میں تو تفرقہ ہے۔“

(ذبح العظیم مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ج ۲ ص ۲ مولفہ محمد فضل خان قادیانی)

(۳) قادیانیوں کا مفتی محمد صادق ایک سوال کے جواب میں لکھتا ہے:۔

”خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائط اسلام میں داخل ہے ایک شخص آدم سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک سب پر ایمان لاتا ہے درمیان میں ایک رسول کو (بالفرض مسیح ابن مریم ہی کو سہی) نہیں مانتا کہتا ہے وہ تو کافر تھا بتلاؤ وہ شخص یہودی کہلائے گا یا مسلمان۔ حضرت مرزا صاحب بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں جو خدا کے رسولوں میں سے ایک رسول کا انکار کرتا ہے اس کا کیا حشر ہوگا۔ آپ ہی بتلائیے۔ مگر انصاف شرط ہے۔“ (اخبار بدر ۹ مارچ ۱۹۰۶ء)

معاملہ صرف یہیں تک محدود نہیں ہے کہ مرزا قادیانی سے لے کر اس کے پیروکاروں تک سب ہی نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں کو بلکہ پوری دنیا کے اسلام کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں بلکہ رشتے ناطے تک حرام قرار دیتے ہیں۔

اگر علماء کرام کا یہ قصور ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت مرزا قادیانی کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں تو وہ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ فرمایا ہے کہ میرے بعد تیس جھوٹے نبی پیدا ہوں گے حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور پھر جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں حضورؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کا عمل بھی علماء کرام کے سامنے ہے اس لئے علماء کرام تو مرزا قادیانی کو کافر کہنے اور اس کے پیروکاروں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں حق بجانب ہیں لیکن مرزا قادیانی، اس کے بیٹے اور دوسرے تمام قادیانی جو پوری دنیا کے اسلام کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں انعامی سوال لکھنے والی رسالہ کی انتظامیہ کو ان کے وہ فتوے کیوں نظر نہیں آتے؟ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ علماء کرام کے خلاف تو محاذ کھولا جائے.

اور قادیانیوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے۔ وہ جو چاہیں کریں اور جو چاہیں لکھتے اور بکتے رہیں۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ شیخ سعدیؒ کہیں جا رہے تھے کہ انہیں کتوں نے گھیر لیا، جہاں وہ چلے جا رہے تھے پختہ سڑک تھی ادھر ادھر ہاتھ مارے کہ کوئی اینٹ پتھر ہاتھ آئے لیکن کامیابی نہ ہوئی برجستہ فرمایا

؎ عجیب مردمانند کہ سنگ یار بستہ
وسگ یارا کشیدہ! ! ! ! !

یعنی عجیب لوگ ہیں کہ کتوں کو کھلا چھوڑ دیا اور پتھروں کو باندھ دیا۔ یعنی جما دیا کہ کوئی اٹھا نہ سکے۔ بعینہٖ اس رسالہ اور اس کی انتظامیہ پر شیخ سعدیؒ کی یہ کہاوت صادق آتی ہے جس کا ثبوت وہ مضمون ہے جو ان سوالوں کے جواب میں ایک قادیانی نے لکھا ہے۔

پاکستانی پارلیمنٹ اور قادیانی

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر یہ واقعہ پیش آیا کہ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کی ایک جماعت پشاور سے بذریعہ چناب ایکسپریس واپس ملتان جا رہی تھی جوں ہی گاڑی ربوہ ریلوے اسٹیشن پر آ کر رکی تو موجودہ قادیانی پیشوا مرزا طاہر کی قیادت میں قادیانی غنڈوں نے ان پر ہاکیوں، ڈنڈوں اور خنجروں سے حملہ کر دیا جس سے بہت سے طلباء زخمی ہو گئے ان میں بعض شدید زخمی ہوئے مرزا طاہر کے حکم سے گاڑی رکی رہی اور قادیانی غنڈے نہتے اور بے بس طلباء پر ہاکیاں ڈنڈے اور خنجر برساتے رہے۔ اس واقعہ کی خبر جنگل کی آگ کی طرح فیصل آباد اور آس پاس کے شہروں میں پہنچ گئی چونکہ ربوہ کے بعد سب سے بڑا سٹاپ فیصل آباد تھا اس لئے گاڑی وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ریلوے اسٹیشن پر مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ صاحب کی اپیل پر ہزاروں افراد جمع ہو گئے جہاں زخمی طلباء کی مرہم پٹی کی گئی اس کے بعد یہ خبر پورے ملک میں پھیل گئی اور تحریک شروع ہو گئی اور یہ مطالبہ زور پکڑ گیا کہ حکومت قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے آخر حکومت عوام کے سامنے مجبور ہو گئی اور قادیانی مسئلہ پارلیمنٹ میں پیش کر دیا گیا جہاں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے تیار کردہ ملت اسلامیہ کا موقف پیش کیا۔ قادیانیوں کے دوسرے پیشوا آنجہانی مرزا ناصر نے محضر نامہ اور مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے جواب محضر نامہ پیش کیا اندر شریعت کی روشنی میں قانونی جدوجہد جاری رہی اور باہر جلسے جلوسوں کی صورت میں ختم نبوت کی تحریک پورے جوبن پر تھی۔ آخر مرزا ناصر چاروں شانے چت گیا تمام اراکین پارلیمنٹ نے قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیا اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے کر چوہڑے چماروں کی صف میں شامل کر دیا۔

اراکین پارلیمنٹ منتخب نمائندے تھے جنہیں عوام نے پارلیمنٹ میں بھیجا جن میں شیعہ سنی سب ہی شامل تھے۔ تمام مکاتب فکر کے علماء بھی تھے کسی نے بھی مخالفت نہیں کی۔ اگر قادیانیوں کو کافر سمجھنا یا کہنا تعصب جہالت اور فرقہ پرستی ہے تو ایسے میں صرف علماء ہی مجرم یا قصوروار نہیں بلکہ پوری پارلیمنٹ اور وہ عوام جنہوں نے اس پارلیمنٹ کو منتخب کیا تھا سب پر یہی الزام آئے گا جو رسالہ نے صرف علماء کرام کو بدنام کرنے کے لئے ان پر لگایا ہے۔

علامہ اقبال اور قادیانی

مفکر پاکستان علامہ اقبال نے سب سے پہلے یہ مطالبہ کیا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے پنڈت جواہر لال نہرو نے جب قادیانیوں کی حمایت میں مضامین لکھے تو ان کا جواب بھی علامہ اقبال ہی نے دیا تھا وہ مرزا قادیانی کے متعلق کیا نظریہ رکھتے تھے ان کا مشہور شعر ملاحظہ ہو:-

؎ وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

مرزا قادیانی کے الہامات کو علامہ اقبال نے فسادات کا موجب، غارت گر اقوام بصورت چنگیز اور ان انگریز کا محکوم قرار دیتے ہوئے فرمایا:-

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز!

یہ بات کسی اہل علم سے مخفی نہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنے کو سید بھی بتایا۔ افغان بھی لکھا اور مرزا (مغل) بھی لکھا اس پر ہی غالباً علامہ اقبال نے فرمایا تھا ؎

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

علامہ اقبال میں یہ تبدیلی مرزائیت کا اصلی چہرہ بے نقاب ہونے کے بعد آئی یہاں ہم علامہ اقبال کا ایک حوالہ بھی پیش کر دینا ضروری سمجھتے ہیں جس میں وہ قادیانیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں

(رسالہ) لمعات میں ڈاکٹر محمد اقبال صاحب پی ایچ ڈی بیرسٹر ایٹ لا کا ایک مضمون چھپا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ایسے نبی کے آنے کا قائل ہے جس کا انکار مستلزم کفر ہو وہ خارج از دائرۂ اسلام ہے اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ (بحوالہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰۔ ۱۱ اپریل ۱۹۱۶ء)

غور طلب بات یہ ہے کہ اگر قادیانیوں کو کافر سمجھنا موجب فساد اور انتشار امت کا سبب ہے تو اس کی زد مفکر پاکستان علامہ اقبال پر بھی پڑتی ہے کہ انہوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔ مرزا قادیانی کی جھوٹی اور جعلی نبوت کو برگ حشیش (بھنگ کا پتہ) سے تشبیہ دی، غارت گر اقوام بصورت چنگیز اور انگریز کا محکوم کہا تو کیا علامہ اقبال بھی فسادی تھے؟ جو قصور علامہ اقبال نے کیا وہی قصور علماء کرام کا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو اس وجہ سے کافر مرتد اور زندیق کہتے ہیں کہ اس نے ختم نبوت کے محل میں جسے اللہ تعالیٰ نے کامل اور مکمل کر دیا نقب لگائی اور خود نبی بن بیٹھا۔

رسالہ کی انتظامیہ کو مشورہ

آخر میں ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر رسالہ کی انتظامیہ واقعی ظالم کے خلاف آواز حق بلند کرنے میں مخلص ہے تو اسے مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کے خلاف جہاد کرنا چاہئے کیونکہ قرآن کریم کی رو سے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار تمام سے تمام ظالم ہیں، ارشاد ربانی ہے:-

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ۔

ترجمہ:- اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس پر کوئی وحی نہیں کی گئی۔

باقی ص ۲۶ پر

آپ کے مسائل

سنتوں کی نیت کیسے کریں؟

س:۔ جمعہ کے دن دو رکعت نماز جمعہ فرض کے بعد ہم جو سنتیں پڑھتے ہیں ان کی نیت کیسے کریں چار رکعت نماز سنت بعد جمعہ یا خالی چار رکعت نماز سنت کہہ دینا کافی ہے اسی طرح جو جمعہ پڑھنے سے پہلے سنتیں ادا کرتے ہیں ان کی نیت کیسے کریں

ج:۔ سنتوں کے لئے مطلق نماز کی نیت کافی ہے۔

س:۔ اگر باجماعت نماز کی آخری رکعت ملے جب امام سلام پھیرتا ہے تو اٹھ کر سبحانک اللہ سے شروع کریں یا الحمد سے پڑھ کر نماز پوری کریں

ج:۔ پہلی رکعت ثنا سے شروع کریں

نوٹ:۔ برائے مہربانی کسی ایسی کتاب کا نام لکھ کر بھیج دیں جس میں تمام مسئلے مسائل کے جواب موجود ہوں میں خرید دوں گا۔

ج:۔ بہشتی زیور از مولانا اشرف علی تھانوی میں ضرورت کے مسائل موجود ہیں۔

پھوپھی زاد بہن کی بیٹی سے نکاح کرنا

—یوسف گارڈن

س:۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنے حقیقی بھائی کا رشتہ اپنی حقیقی پھوپھی زاد بہن کی بیٹی سے کرنا چاہتا ہوں اور ہم دونوں فریقین اس رشتے پر رضامند ہیں لیکن میں اپنی پھوپھی زاد بہن کا ماموں زاد بھائی ہوں اور اس طرح ان کی بیٹی کا میں اور میرا بھائی ماموں ہوتے ہیں آپ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب دیں کہ آیا یہ رشتہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟

نوٹ۔ رشتے سے میری مراد شادی ہے

ج:۔ پھوپھی زاد کی بہن کی بیٹی سے نکاح جائز ہے۔

گردن کا مسح

—شعیب ملتان

س:۔ کیا ہم جو (مسح رقبہ) گردن کا مسح کرتے ہیں یہ کسی حدیث سے ثابت ہے؟

ج:۔ مسح رقبہ حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے شافعیہ میں سے امام غزالیؒ رافعیؒ اور امام بغویؒ اس کے استحباب کے قائل ہیں اکثر شافعیہ اس کے قائل نہیں مذہب میں بھی ایک روایت اس کے استحباب کی نقل کی گئی ہے لیکن اکثر حنابلہ اس کے قائل نہیں امام مالکؒ سے منقول ہے کہ یہ بدعت ہے حافظ ابن حجرؒ نے التلخیص الحبیر میں اس پر تین روایتیں نقل کی ہیں۔

اول۔ مسند احمد اور ابوداؤد میں طلحہ بن مصرف عن ابیہ عن جدہ کی روایت ہے انہ رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمسح رأسہ حتی بلغ القذال وما یلیہ من مقدم العنق

یہ روایت ضعیف ہے

دوم:۔ ابوعبید نے کتاب الطہور میں عبدالرحمٰن بن مہدی سے انہوں نے مسعودی سے انہوں نے قاسم بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے موسیٰ بن طلحہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

من مسح قفاہ مع رأسہ وقی الغل یوم القیامۃ

حافظؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت اگرچہ موقوف ہے لیکن یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ بات محض رائے سے نہیں کہی جا سکتی اس لئے یہ روایت مرسل کے حکم میں ہے۔

سوم:۔ ابونعیم کی تاریخ اصبہان سے دین عمرؓ کی یہ روایت نقل کی ہے۔ انہ کان اذا توضأ مسح عنقہ ویقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ ومسح عنقہ لم یغل بالاغلال یوم القیامۃ،

حافظؒ کہتے ہیں میں نے ابوالحسین بن فارس کا رسالہ پڑھا ہے جس میں انہوں نے اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ فلیح بن سلیمان سے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من توضأ ومسح بیدیہ علی عنقہ وقی الغل یوم القیامۃ. ابن فارس اس روایت کو نقل کر کے کہتے ہیں کہ ان شاء اللہ حدیث صحیح ہے حافظؒ فرماتے

فون نمبر
دوکان 354840
رہائش 354795
مفت مشورہ برائے خدمت خلق
ہمارے پاس شفاء کی کوئی گارنٹی نہیں • شفا کی گارنٹی صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ پچکے گال۔ پتلے کمزور جسم کو مضبوط سمارٹ۔ خوبصورت۔ طاقتور بنانے کیلئے۔ بھوک۔ ہاضمہ۔ تبخیر۔ گیس۔ خون کی کمی۔ بلغم۔ نزلہ۔ کھانسی۔ دمہ۔ حیض۔ لیکوریا۔ پتھری۔ جنسی طاقت۔ احتلام۔ مثانہ کی گرمی۔ خاص مردانہ۔ زنانہ و بچوں کی امراض و تمام پرانی بیماریوں کیلئے چالیس سال کی تجربہ شدہ
دیسی دواؤں کا مفت مشورہ
و جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اس کی قیمت ارسال کریں۔ جمعہ کو ناغہ
حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان فیصل آباد
محلہ غلام محمد آباد چاندنی چوک

ہیں کہ ابن فارس اور خلیجے کے درمیان طویل فاصلہ ہے اس لئے اس سند میں نظر کی جائے۔
(تلخیص الحبیر ص ۹۲-۹۳ ج ۱)

بہرکیف یہ متعدد روایات ہیں جن کی وجہ سے حنفیہ اور بعض اکابر شافعیہ استحباب کے قائل ہوئے ہیں۔

کنیز یا باندی کے احکام

(ــــــــ ایس این صدیقی)

س:۔ میں ایک کنیز رکھنا چاہتا ہوں اس کے کیا احکام ہیں۔ طریقہ کیا ہے۔ نیز ہمارے معاشرے میں اس کو بہت برا کیوں سمجھا جاتا ہے جب ایک چیز اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہے تو لوگوں نے کیوں اسکو حرام کر لیا ہے کیا اس میں قانونی پیچیدگیاں بھی ہیں۔

ج:۔ اس زمانے میں شرعی کنیزیں نہیں ہیں اور آزاد عورتوں کی خرید و فروخت حرام ہے اور بغیر نکاح کے وہ حلال بھی نہیں۔ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام کون کر سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جس کنیز کو حلال کیا تھا وہ اس وقت موجود ہی نہیں اور آزاد عورتوں کی خرید و فروخت کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

تراویح کیلئے داڑھی کا پورا ہونا ضروری ہے

ــــــــ عابد اللہ کراچی

س۔ جو حافظِ قرآن داڑھی مٹھی بھر سے کم رکھتا ہو اگر وہ سچے دل سے توبہ کرلے اور اس عزم کا اظہار کرے کہ اب وہ داڑھی خلاف شرع کبھی نہیں کرائے گا تو کیا وہ شخص اسی وقت سے امامت کر سکتا ہے؟ یا پھر اس وقت تک انتظار کرنا ہوگا جب تک کہ اس کی داڑھی مٹھی بھر نہیں ہو جاتی؟ اس بارے میں شریعت کا واضح حکم کیا ہے؟

ج۔ داڑھی منڈانے یا کٹانے والا حافظ اگر توبہ کرلے تب بھی جب تک اس کی داڑھی سنت کے مطابق پوری نہ ہو جائے اس کے پیچھے نماز مکروہ رہے گی کیونکہ توبہ کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ فسق کا نشان اس کے چہرے پر باقی نہ رہے

مدرسہ میں دوسری جماعت

س:۔ مسجد کی تعمیر کچھ اس انداز کی ہے کہ پہلے مسجد کے اندر کا کمرہ پھر دالان پھر صحن اور صحن کے بالکل اختتام پر مدرسہ کا حصہ شروع، مسجد محلے کی ہے پوچھنا یہ ہے کہ کیا اس مدرسے کے حصے یا مسجد کے کس حصے میں جماعت ثانی احناف کے نزدیک درست ہے؟

ج:۔ یہ مدرسہ کی جگہ مسجد میں داخل نہیں تو مدرسہ میں دوسری جماعت صحیح ہے۔

س:۔ بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ میت دفن کر چکنے کے بعد میت کے سرہانے کوئی سبز شاخ وغیرہ (کسی درخت سے توڑ کر) لگا دیتے ہیں۔ اس سے میت کو کچھ فائدہ پہنچتا ہے۔؟

ج۔ حدیث شریف میں ایک واقعہ آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر دو قبروں کے

باقی صفحہ ۲۶ پر

روزوں میں بھی
اور
روز روز بھی

پُورے مہینے' افطار و سحر میں' پابندی کے ساتھ رُوح افزا استعمال کرنے کے بعد رمضان ختم ہونے پر بھی اسے جاری رکھیے۔

رُوح افزا نے رمضان میں آپ کی توانائی کو اِس طرح بحال رکھا کہ معمول کے کاروبار' عبادت گزاری اور شب بیداری کے باوجود آپ مسلسل شگفتہ اور تر و تازہ رہے۔

رمضان کے بعد بھی رُوح افزا کا استعمال آپ کو فرحت' تازگی اور توانائی پہنچاتا رہے گا اور آپ تشنگی اور تکان سے محفوظ رہیں گے۔

رُوح افزا کا استعمال
ہر موسم میں سارا سال

رنگ' خوشبو' ذائقے' تاثیر اور معیار میں بے مثال

رُوح افزا
مشروبِ مشرق

ہمدرد

Adarts – HRA-5/91 R

بقیہ :۔ آپ کے مسائل

پاس سے ہوا۔ فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پہ عذاب نہیں ہو رہا۔ ان میں سے ایک تو پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی شاخ منگوائی اس کو درمیان میں سے دو حصوں میں چیر کر ایک حصہ ایک قبر پر اور دوسرا دوسری قبر پہ گاڑ دیا۔ اور فرمایا کہ شاید کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں ان کے عذاب میں تخفیف رہے۔ اب اکابرین فرماتے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ کی خصوصیت تھی اور بعض فرماتے ہیں کہ جب تک یہ ٹہنیاں تر رہیں گی تب تک ذکر کرتی رہیں گی اور ان کے ذکر کی برکت سے عذاب میں تخفیف رہے گی غالباً یہ سبز شاخ گاڑنے کا عمل اسی قول پر مبنی ہے۔

س :۔ فضائل قرآن (از مولانا زکریا صاحب) میں ایک حدیث سورۃ یٰسین کے فضائل کے ذیل میں لکھی ہے " اس سورۃ کو اپنے مردوں پہ پڑھا کرو" سے کیا مراد ہے؟ یعنی کس کس وقت پڑھنی چاہئے؟ انتقال سے قبل نزع کے وقت تو پڑھنے کی فضیلت ہے ہی کیا قبر کے سرہانے قبرستان میں پڑھنی چاہیئے؟ یا اس سے مراد نزع کے وقت ہی پڑھنا ہے؟

ج ۔ بظاہر نزع کے وقت پڑھنا مراد ہے کہ اس کی برکت سے نزع میں آسانی ہوتی ہے

تلاوت کا ثواب میّت کو پہنچانا صحیح ہے

سلیم احمد

س :۔ کسی شخص کا انتقال ہوا اس کی تجہیز و تدفین کے بعد قبرستان ہی میں اعلان کر دیا جاتا ہے کہ فلاں مسجد میں فلاں وقت قرآن خوانی ہوگی پروگرام کے مطابق قرآن پاک کا ختم ہوا اگر کچھ پارے پڑھے جانے سے بچ جاتے ہیں تو پھر ان کو گھر لا کر پورا کیا جاتا ہے پوچھنا یہ ہے کہ اس طرح ختم قرآن کا اہتمام کرنا شریعت مطہرہ سے ثابت ہے؟

ج ۔ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب میت کو پہنچانا صحیح ہے۔ مگر قرآن خوانی کی جو رسم ہمارے یہاں رائج ہے اس کا ثبوت نہیں۔

جنگی قیدیوں کا حکم

س۔ جنگوں میں جو قیدی مسلمانوں کے ہاتھ لگیں انکا حکم کیا ہے؟

ج ۔ شرعی جہاد کے دوران کافروں کے جو قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آتے تھے ان کے بارے میں یہ احکام تھے

الف :۔ ان کا تبادلہ مسلمان قیدیوں کے ساتھ کر لیا جائے۔

ب : یا ان کو معاوضہ لے کر چھوڑ دیا جائے

ج ۔ یا اگر مصلحت کا تقاضہ ہو تو ان کو بلا معاوضہ رہا کر دیا جائے۔

بقیہ :۔ نیا دام پرانے شکاری

چونکہ مرزا قادیانی نے خدا تعالےٰ پر یہ بہتان باندھا کہ اس کی طرف سے مجھے وحی آتی ہے حالانکہ خدا تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نبوت کا سلسلہ بند کر دیا ہے اس لئے مرزا قادیانی اس آیت کریمہ کی رو سے ظالم ہے اور جو ظالم کو کسی بھی معنی میں نبی یا مقتدا مانتا ہے وہ بھی ظالم ہے اس طرح آیت کریمہ کی رو سے مرزا اور اس کے پیروکار دونوں ظالم ٹھہرے اس لئے رسالہ کی انتظامیہ کو قادیانی ظالموں کے خلاف انعامی سوال نامہ جاری کرنا چاہیئے نہ کہ علماء کرام کے خلاف۔

بقیہ :۔ داستان ازرا

ہوسکی پڑھے بڑے پھر اس کے کانوں میں اللہ اکبر کی صدا گونجی اور بجلی کی طرح اس کے تمام بدن میں کوند گئی۔ وہ اللہ اکبر کی صدا سنتے ہی بیتاب ہو گئی اور اس کی نظروں میں اللہ رب العلمین کی کبریائی اور اس کی عظمت و جبروت اور اس کے جلال و کمال کا جلوہ سما گیا۔ بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سینہ محبت الہٰی سے اچھلنے لگا۔ جب وہ خوب رو چکی تو گریہ وزاری میں مشغول ہو گئی اور خالق الارض والسمٰوات کے دربار میں عرض کرنے لگی :-

" اے خدا مجھے اپنی اور اپنے محبوب پاک کی محبت عطا کر۔ الہٰی میرے سینہ کو اسلام اور توحید کے نور سے بھر دے۔ اور اتباع رسول کو میرے لیے حرز جان بنا دے۔ الہٰی میں تیرا شکر ادا کرتی ہوں کہ تو نے مجھے اسلام جیسی لازوال دولت سے نوازا۔ اور اپنے محبوب رحمۃ اللعالمین کی اتباع کا شرف بخشا۔ یا اللہ میرے والدین، میرے اعزاء و اقربا اور تمام عیسائیوں اور گمراہوں کو بھی اسلام کی نعمت سے سرفراز کر۔ اور ہم سب کو اسلام پر زندہ رکھ اور اسلام پر موت دے۔ اے میرے مولا اس وقت مجھ مصیبت زدہ کی فریاد سن لے۔ کیونکہ تو سمیع و بصیر ہے"

ازرا جس وقت اپنی یہ دعا ختم کر چکی تو اسے محسوس ہوا کہ روح کو تسکین حاصل ہو گئی ہے۔ اور کوئی بہت بڑا بوجھ سر سے اتر گیا ہے۔ اس کو معلوم ہوا کہ استقامت و عزیمت اور اولوالعزمی کا پورا خزانہ اس کے دل میں اتار دیا گیا ہے۔ وہ بہت مسرور ہے۔ کیونکہ اسلام جیسی دولت اُسے مل چکی ہے۔ وہ بے خوف اور دلیر ہے۔ کیونکہ توحید نے سوائے خوف خدا کے غیر اللہ کا خوف دل سے بالکل نکال دیا ہے۔

ازرا کی والدہ بھی آج غیر معمولی طور پر غضب ناک ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پطرس وغیرہ نے گزشتہ دن کی تمام گفتگو اس کے والدین کو سنا دی ہے۔ اور ان کو یقین دلا دیا ہے کہ ازرا مرتد ہو گئی ہے اور افہام و تفہیم کے تمام دروازے اس پر بند ہو چکے ہیں۔

باقی آئندہ

بقیہ :۔ عقائد

افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا

کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر نہیں کرتے۔ اگر یہ قرآن سوائے خدا تعالیٰ کے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور اس میں کچھ اختلاف پاتے۔

یہ اسلام کی چند خصوصیات ہیں، یہاں گنتی مقصود نہیں، حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا ہر حکم اس شعر کا مصداق ہے

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم....!
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا است

اہم نکات

۱ ۔ اسلام کا ہر قانون عقل سلیم اور فطرت صحیحہ کے مطابق ہے۔

۲ ۔ اسلام ہی نے حقوق اللہ اور حقوق العباد

کی ادائیگی کا صحیح طریقہ بتایا ہے۔

۳۔ اعتدال اور توسط اسلام ہی کا طرۂ امتیاز ہے۔

۴۔ اسلام تمام امور خیر پر مشتمل ہے اور ہر برائی سے پاک ومبرا ہے۔

۵۔ اسلام نے نفس پرستی اور شہوت پرستی سے روکا ہے۔ اس لیے شہوت پرست اور نفس پرست اسلام سے محبت نہیں رکھتے۔

۶۔ اسلام کی ہر بات محکم اور فیصلہ کن (sound and decisine) ہے۔

۷۔ اسلام کے اصول میں کہیں بھی تعارض و تضاد (contradiction) نہیں ہے۔

بقیہ: عمل کی قبولیت

حدیث کے فوائد:

نفس انسانی بہرحال نفس انسانی ہے بھول چوک اور نفس کی کمزوری اس کے خمیر میں داخل ہے لہٰذا وہ کبھی کبھی اچھے زمانہ اور معاشرہ میں رہتے ہوئے بھی لذتوں کے سامنے ڈگمگا جاتا ہے مشکلات و دشواریوں کے سامنے سست و کمزور پڑ جاتا ہے اس صورت میں ایسے نفوس کی اصلاح و تربیت سے مایوس ہو جانا مناسب نہیں بلکہ ان کو آمادہ کرنا بہت ضروری ہے۔ ذرا اوران کی نیت کو دنیاوی اغراض سے پاک کرنا یہ اس کا علاج ہے ہم میں سے کون یہ تصور کرسکتا تھا کہ عہد نبوی کا مسلمان کسی دنیاوی فائدہ یا شادی کرنے کی غرض سے ہجرت کرے گا۔

اس حدیث نے اچھی طرح واضح کردیا کہ شیطان کن کن راہوں سے بندۂ مومن پر اثر انداز ہوتا ہے قرطبی نے ابن عربی سے روایت کیا ہے کہ عہد رسالتؐ میں ہجرت فرض تھی یہ فرض قیامت تک کے لئے باقی ہے فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں اس سے مراد حضورؐ کے پاس مکہ سے ہجرت کرکے جانا ہے جس کی فتح مکہ کے بعد ضرورت نہ رہی۔ اس معاملہ میں دار الحرب ہر وہ جگہ ہے جہاں مسلمان دینی شعائر نماز روزہ جماعت اور اذان وغیرہ اسلام کے ظاہری احکام کو نہ قائم کرسکتا ہو حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان ہر کام میں نیت کی تصحیح کرے اور اپنے عمل اور پڑھنے لکھنے کو عبادت، قرب خداوندی اور مسلمانوں کی بہتری اور نفع کے لیے خالص کرے نہ کہ دنیا اور مادی فوائد کے لیئے ہر وقت یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیئے خیر و بہتری کا فیصلہ فرمایا ہے جبھی حصول علم کا موقع مرحمت فرمایا، کہ حدیث میں ہے۔

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا فیصلہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ لہٰذا طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بات کو محسوس کرے کہ وہ مقدس ترین فریضہ کو ادا کر رہا ہے کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

سو ‎س چھپ چھپ کے سینوں میں بنالیتی ہے تصویریں

بقیہ: عذاب قبر

اور پہلے اور دوسرا سانپ پاؤں کے نیچے سے ہوتا ہوا اوپر آیا اور دونوں سانپ آپس میں مل گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے میت دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی جیسے آرے سے چیر دیا گیا ہو۔ یہ منظر دیکھتے ہی میت کے ہمراہ آنے والے سینکڑوں لوگوں پر سکتہ طاری ہوگیا۔

(مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۹۱ء روزنامہ جنگ کراچی)

اس کے ساتھ ہی ایک مضمون نیک لوگوں کی قبروں کے کشادہ ہونے اور ان کے دیگر حالات و واقعات پر شائع کیا جارہا ہے جو انتہائی ایمان افروز ہے۔

بقیہ: حصول علم کے لیے آسانی

علم کو وظیفہ بھی ملتا تھا۔ بادشاہوں اور وزیروں کے علاوہ تاجر حضرت اپنے اخراجات پر مدرسے تعمیر کرتے تھے، اور ان مدارس میں طلباء مفت تعلیم حاصل کرتے تھے، مشرق اسلامی میں اسطرح کے مدارس کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں مشہور اندلسی سیاح ابن جبیر، مدرسوں کی اتنی بڑی تعداد اور ان کی مالی حالت دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس نے مسلم مغربی علاقے والوں کو مشرق آنے اور تعلیم حاصل کرنے کی دعوت دی لکھا کہ: تمام مشرقی ممالک اور دمشق میں خاص طور سے طالب علموں کے لئے بے انتہا اوقاف ہیں۔ مغرب اسلامی کے بچوں میں سے جو اپنی کامرانی چاہتا ہو تو وہ مشرق کا رخ کرے اسے حصول علم کے سلسلہ میں ہر آسانی میسر آئے گی خاص طور سے معاش کی طرف سے بالکل بے فکری حاصل رہے گی۔

ابن جبیر نے صرف دمشق کے آباد مدرسوں کی تعداد ۲۰ سو لکھی ہے اور کہا ہے کہ اگر کوئی پردیسی طالب علم دمشق آئے اور سال بھر قیام کرے تو وہ ہر مدرسہ میں صرف ایک رات گزار سکے گا مثال کے طور پر سلطان نور الدین زنگی کے دمشق میں قائم کردہ مدرسہ نوریہ جسے دار الحکومت کے نام سے یاد کیا گیا اور اس میں ساتویں صدی ہجری کے عظیم محدث شیخ ابوزکریا یحییٰ نوویؒ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے، اس مدرسہ پر موقوفہ جائدادوں کی عظیم فہرست ملاحظہ ہو جو آج بھی اس کی باقی ماندہ عمارت کے دروازہ پر نقش ہے، دمشق کے گندم کے بازار کے تمام رومی طرز کے نئے غسل خانوں کی آمدنی، باب السلام کے باہر کاغذ فروشوں کے نئے دو غسل خانے کی آمدنی اور ان دونوں غسل خانوں سے ملحق قفل کا غذوں کے بازار کی آمدنی، باب الجابیہ کے باہر کی گیارہ دوکانیں اور ان کے مشرکین میں واقع میدان اور گاؤں داریا کے نو کھیتوں کی آمدنی اس مدرسہ کے اخراجات کے لئے وقف ہے۔ دمشق کے اس دار الحدیث کی بوسیدہ عمارت آج بھی دمشق میں سوق الخیاطین، درزیوں کے بازار میں موجود ہے اس کا ایوان، لیکچر ہال، مسجد دار الاساتذہ صدر مدرسہ کا رہائشی مکان طلباء کا ہوسٹل اور مدرسہ کے ملازموں کے مکانات اب بھی باقی ہیں۔ کھانے کا ہال، باورچی خانہ اور غلہ کے گودام پر پڑوسیوں نے قبضہ کرلیا ہے آخر میں مشہور سیاح ابن جبیر کا اس مدرسہ کے بارے میں یہ تاثر پڑھیئے سلطان نور الدین کا یہ مدرسہ دنیا کے عظیم الشان اور خوبصورت ترین مدرسوں میں ہے اس کی عمارت ایک خوشنما محل ہے اس کے درمیان میں فوارہ کے ذریعہ پانی ایک بڑے دریا میں گرتا ہے پھر وہ صاف شفاف پانی نالیوں کے ذریعہ پورے مدرسے کو سیراب کرتا ہے یہ دلکش اور دلآویز منظر ہوتا ہے جسے نگاہوں نے کبھی سا ہے کو دیکھا ہوگا۔

تحریکِ ختمِ نبوّت سنہ ۱۹۷۴ء

کی ترتیب کے سلسلہ میں رفقاء مدد فرمائیں

- تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء کی ترتیب و اشاعت و پذیرائی پر اللہ رب العزت کے حضور سجدہ گزار ہیں۔
- اب بحمدہ تعالیٰ تحریکِ ختمِ نبوت ۱۹۷۴ء کی ترتیب کا کام شروع ہے
- اس سلسلہ میں اندرون و بیرون ملک ختمِ نبوت کے کاز پر کام کرنیوالے احباب، جماعتی رفقاء، اور مبلغین ختمِ نبوت سے بصد ادب درخواست ہے کہ
- تحریکِ ختمِ نبوت ۲۹ مئی سے لیکر، ستمبر ۱۹۷۴ء تک تحریک کی کسی بھی قسم کی رپورٹ، خبر، اخباری تراشہ، گرفتاریاں و مقدمات، جلسہ جلوس، میٹنگ و پروگرام سے متعلق جو کچھ بھی آپ کے پاس ہے یا آپ کے ذہن میں محفوظ ہے اسے براہِ کرم اولین فرصت میں ہمیں بھجوائیں آپکے ایک ایک حرف و جملہ کے ہم محتاج ہیں۔
- یہ ایک عظیم و ضخیم تاریخ ہے جسے قلمبند کرنا ہم سب کا قومی فریضہ ہے۔
- اس سے سبکدوش ہونے کیلئے آج ہی توجہ فرمائیں تاکہ اسے خوبصورت طور پر ترتیب دیکر کتاب کا حصہ بنایا جائے۔
- جون کے آخر تک کا ہر لمحہ آپ حضرات کی توجہات عالیہ کیلئے انتظار میں گزرے گا۔ اس کے بعد کیلئے پیشگی معذرت ابھی سے نوٹ فرمالیں۔
- ہمیشہ کتاب کے شائع ہونے کے بعد بعض دوست شاکی، اور بعض کف افسوس ملتے ہیں کہ فلاں فلاں چیز رہ گئی ابھی توجہ فرمائیں مقررہ تاریخ تک مل جانے کی صورت میں شامل نہ ہو تو ہم جوابدہ ہوں گے۔ بعد میں آپنے بھجوایا تو ابھی سے اس کی ذمہ داری قبول فرمانے کیلئے آپ اخلاقی طور پر تیار رہیں۔
- جماعتی مبلغین و رفقاء جس کسی بزرگ کے پاس اس قسم کی معلومات حاصل ہونیکی امید رکھتے ہوں ان کو متوجہ فرمائیں اور انٹرویو لیکر روانہ فرمائیں تاکہ ہمہ قسم کی ہمہ جہت رپورٹنگ سے کتاب مزین ہو سکے۔
- رپورٹنگ و معلومات بہم پہنچانے کے لیے کسی بھی مسلک کے کسی بھی ساتھی کے تعاون کے طلب گار ہیں۔ جس طرح رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس امت کے تمام مسلمانوں کے لیے سرمایہ و اصل ایمان ہے اسی طرح ہر شخص کی قربانی کی رپورٹ میسر ہونے پر کتاب میں شامل کرنے کے متمنی ہیں امید ہے کہ بھرپور توجہ فرمائیں گے۔

طالبِ دعا

عزیز الرحمٰن جالندھری

جنرل سیکرٹری عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت

رابطہ کیلئے (مولانا) اللہ وسایا دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان۔ پاکستان
فون نمبر: ۴۰۹۳۸